بہ سفر رفتنت مبارکباد
بسلامت روی و باز آئی
حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا سفر یورپ

مزار مسیح موعودؑ پر دعا

یوں تو اسی دن سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا سفر یورپ بے چین کر رہا تھا۔ جبکہ حضور نے اس کے متعلق اعلان فرمایا تھا۔ لیکن ۱۱ کی صبح کو یہ خیال الیقین کے درجہ تک پہنچ گیا۔ جب حضور صبح کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مقدس پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ حضور نے مزار کے شرقی دروازہ میں کھڑے ہو کر دیر تک دعا فرمائی۔ پھر جنوب کی طرف موضع ننگل میں سے ہوتے ہوئے موضع کاہلواں کے پاس کی سڑک تک تشریف لے گئے۔ اور دوسرے رستہ لوٹ کر پھر مقبرہ بہشتی میں تشریف لائے۔ اور مزار مقدس پر دوبارہ دعا فرمائی۔ اس وقت تک بھی حضور کی مصروفیت کا یہ عالم تھا کہ چلتے چلتے ایک مجاہد کو جو حضور کے ساتھ ہی ایک دور دراز ملک کے لئے روانہ ہوئے ہیں۔ نہایت اہم اور ضروری امور کے متعلق نوٹ اور ہدایات لکھاتے رہے۔ مغرب کے بعد پھر مقبرہ بہشتی میں دعا کیلئے تشریف لے گئے اور گیارہ بجے کے قریب واپس آئے۔

خطبہ جمعہ

حضور مقبرہ بہشتی سے واپس ہو کر گھر تشریف لے گئے۔ اور پھر نماز جمعہ کے لئے تشریف لائے۔ خطبہ جمعہ حضور نے اس انتظام کے متعلق ارشاد فرمایا۔ جو حضور نے جماعت کے لئے تجویز فرمایا ہے۔ نماز جمعہ کے بعد احباب نے جن میں بیرونجات کے ان مخلصین کی بھی کثیر تعداد تھی جو اس موقعہ پر حضور سے شرف ملاقات حاصل کرنے کے لئے دور دراز مقامات سے حاضر ہوئے تھے۔ مصافحے کئے۔

ارکان وفد کا فوٹو

عصر کی نماز حضور نے مسجد مبارک میں پڑھائی۔ اور پھر مسجد اقصیٰ میں تشریف لے گئے۔ جہاں ایک بہت بڑے مجمع میں حضور کا معہ ان اصحاب کے جو حضور کے ہمراہ گئے ہیں۔ اس لباس میں جو اس سفر کے لئے تجویز ہوا ہے (یعنی سبز پگڑی۔ بند گلے کا سیاہ کوٹ پتلون نما پاجامہ) فوٹو لیا گیا۔ حضور کے سر پر سفید پگڑی تھی۔ اور حضور کرسی پر رونق افروز تھے۔ سفری لباس سب کے سب اصحاب کو خوب سجتا تھا۔ اور اس وقت نہایت عجیب نظارہ تھا۔ اس موقعہ پر حضور نے دو نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ اور دعا کے بعد جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی ایک نظم ملک عبد العزیز صاحب طالبعلم مدرسہ احمدیہ نے رقت انگیز لہجہ میں سنائی جس کے دوران میں حضور آبدیدہ ہو گئے اور آخیر تک اپنا چہرہ مبارک رومال سے ڈھانپے رہے۔ نظم کے دردناک اشعار دکھے ہوئے قلوب اور ابھرے ہوئے جذبات کا آئینہ تھے۔ جنھوں نے بہت لوگوں کی آنکھوں کو پُرنم کرتے ہوئے انکی قلبی کیفیات کی ترجمانی کا حق ادا کیا۔

مسجد مبارک میں دعا

۱۲/ جولائی کو لوگ صبح کی نماز کے بعد سے ہی مسجد مبارک کے قریب بازار میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ آٹھ بجے کے قریب اعلان ہُوا کہ حضور دعا فرماتے ہیں۔ سب لوگ دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائیں۔ حضور نے بیت الدعا میں بیٹھ کر لمبی دُعا فرمائی۔ اور پھر گھر میں سے باہر تشریف لائے۔ احباب مصافحہ کے لئے بے تابی کے ساتھ آگے بڑھے لیکن حکم ہوا کہ مصافحے سڑک کے موڑ پر ہونگے۔ رستہ میں اگرچہ منتظمین نے انتظام کیا تھا کہ حضور کو حلقہ کے اندر لے کر ہجوم کو پیچھے رکھا جائے۔ لیکن ہجوم کا ریلہ سنبھالے نہ سنبھلتا تھا۔ کئی لوگ ایک دوسرے پر گرتے۔ مگر بغیر کسی قسم کے ملال کے اٹھ کر فوراً آگے بڑھنے کی جدوجہد میں مصروف ہو جاتے۔ راستہ کی گردوغبار کے متعلق جو ہجوم کی تیز رفتاری سے بادل کی طرح اٹھکر چھا جاتا تھا۔ منتظمین نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ حضور کو تکلیف ہو گی۔ جب لوگوں کو قریب آنے سے روکا تو حضور نے ناپسند فرمایا اور حکم دیا کسی کو روکا نہ جائے۔ اسکے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ میں بھی آہستہ چلتا ہوں۔ آپ لوگ بھی آہستہ چلیں۔ تا زیادہ گرد نہ اڑے۔

پھر دعا

حضور نے سڑک کے موڑ کے قریب پہنچ کر جہاں بہت لوگ اور خاص کر مستورات کی بہت بڑی تعداد پہلے سے ہی پہنچی ہوئی تھی سارے ہجوم کے ساتھ پھر طویل دعا فرمائی دعا کے بعد مجمع کا فوٹو لیا گیا۔ اور حضور حضرت ام المومنین کے ارشاد پر انہیں ملنے کے لئے مردوں کے ہجوم سے باہر تشریف لے گئے۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے دیر تک حضور کو گلے سے لگا کر مادرانہ شفقت و محبت کے دریا بہا دیئے۔ اور ہزار ہزار دعائیں دیں۔ اس کے بعد حضور موٹر لاری کے پاس کھڑے ہو گئے۔ اور احباب باری باری مصافحہ کرنے کے بعد سڑک پر دو رویہ قطار میں کھڑے ہوتے گئے۔ سب احباب کے مصافحہ کر لینے کے بعد حضور موٹر پر سوار ہوئے اور دونوں موٹریں جن پر حضور کے ہمراہ جانے والے اصحاب سوار تھے۔ اللہ اکبر کے نعروں کے درمیان روانہ ہو گئیں۔ جس پر بے اختیار منہ سے نکل گیا۔

بہ سفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روی و باز آئی

مجمع کا نظارہ

اگرچہ بہت سے اصحاب بٹالہ روانہ ہو گئے تھے۔ تاکہ وہاں حضور سے شرف ملاقات حاصل کر سکیں۔ تاہم حضور کی دار الامان سے روانگی کے وقت بہت بڑا ہجوم تھا۔ اور قادیان کی احمدی آبادی کے مردوں۔ عورتوں۔ حتےٰ کہ بچوں میں سے بھی شاید کوئی معذور اور مجبور ہی ہوگا جو موڑ تک نہ گیا ہو۔ جاتے ہوئے تو کسی کو ہجوم کا نظارہ دیکھنے کی ہوش نہ تھی۔ کیونکہ اس وقت سب کے لئے نظارہ گاہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی ذات تھی۔ لیکن آتے وقت میں نے دیکھا ہجوم کا ایک سرا اگر قصبہ کے قریب پہنچنے والا تھا۔ تو دوسرا اس کوئیں پر تھا۔ جس کا پہلے ذکر آ چکا ہے۔ حالانکہ اس راستہ کے علاوہ اور اطراف سے بھی لوگ واپس آئے۔

اس شان اور ایسے اخلاص کے ساتھ اپنے آقا کو فی امان اللہ کہکر الوداع کہا گیا۔ خدا تعالےٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ اور حضور کو اپنے مقاصد عالیہ میں کامیاب و کامران فرمائے۔

نظم

تودیع حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بموقعہ سفر یورپ از جانب اہل قادیان دار الامان

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب)

اے شہِ لولاک کے لختِ جگر
اور ہماری آنکھ کے نورِ نظر

اے کہ تم ہو جان و دل۔ روح رواں
چھوڑ کر ہم کو چلے ہو خود کدھر

ہم نہیں عادی فراقِ یار کے
ہجر کے دن کس طرح ہونگے بسر

دل بیٹھے جاتے ہیں سب احباب کے
دیکھ کر تیاریٔ رختِ سفر

حال اپنا کیا بتائیں آپ کو
کیا دکھائیں کھول کر قلب و جگر

کاش خاموشی ذرا ہوتی فصیح
کاش رکھتیں کچھ اثر چشمانِ تر

کاش سوزِ اندروں دیتا دھواں
کاش دودِ آہ آسکتا نظر

کاش آدمزاد ہوتا غیب داں
کاش دل کو دل کی کچھ ہوتی خبر

کاش ہوتے ہجر کے درد آشنا
وصل میں جن کی کٹی شام و سحر

آہ کیا جانیں وہ حالِ عاشقی
شانِ محبوبی میں جن کی ہو بسر

نیک مرضی حق کی جب دیکھی یہی
کر لیا ہم نے بھی پتھر کا جگر

آپ کے دل پر بھی ہے۔ فرمائیے
کیا جدائی کا ہماری کچھ اثر؟

سروِ سیمینا! بدریا مے روی
نیک بیمہری! کہ بے ما مے روی

سلسلے کے پیشرو۔ مرکز کی جاں
جانشینِ مہدیٔ آخر زماں

جا رہے ہیں سوئے یورپ اس لئے
تا کہ پورے ہوں مسیحا کے نشاں

منبرِ لندن پہ پکڑیں کچھ ظہور
اور منارِ مشرقی پر دیں اذاں

مشرق و مغرب کو کر دیں متحد
ابیض و اسود کو کر دیں ایک جاں

منضبط تبلیغ کا کر دیں نظام
تا نہ ہو محنت ہماری رائیگاں

کچھ کریں نیٹنے کا ان کے بندوبست
زار کا سونٹا۔ بخارا کی کماں

حبذا اے اہلِ یورپ حبذا
میزباں آتا ہے بن کر میہماں

تشنہ آتا ہے کوئیں کے پاس خود
یاں پیاسے پاس جاتا ہے کنواں

تیرے جذبِ حق سے اے فضلِ عمر
ایک دنیا آرہی ہے قادیاں

اے تماشا گاہِ عالم روئے تو
تو کجا بہرِ تماشا مے روی

فی امان اللہ۔ اے پیارے امام
حسبک اللہ اے شہِ والا مقام

تشنہ لب ہیں اہلِ مغرب دین کے
معرفت کا جا پلاؤ اُن کو جام

اٹھو اٹھو اے بنی فارس اٹھو
کام یہ ہوگا تمہی سے انصرام

گاڑ دو جا کر علم توحید کا
قصرِ تثلیثی کا کر کے انہدام

حق تعالےٰ کی حفاظت ساتھ ہو
اور ملائک کا رہے سایہ مدام

نصرتیں اللہ کی ہوں ہمرکاب
اور زیادہ ہو عروج و احترام

بحر و بر کے ہر سفر میں آپ کے
خضرِ راہ ہوں حضرتِ خیر الانام

ہوں دعائیں احمدِ مرسل کی ساتھ
استجابت کا جنہیں وعدہ تھا عام

کامیابی ہر جگہ ہو ہمسفر
عافیت سے ہو سفر کا اختتام

کر دیا اللہ کے تم کو سپرد
ہو وہی حافظ تمہارا۔ والسلام

ہمسفر احباب پر ہوں رحمتیں
دست و بازو ہیں جو شہ کے لاکلام

کر لیا کرنا کبھی ہم کو بھی یاد
ہیں پرانے ہم بھی اس در کے غلام

کچھ توجہ خاص ہو خدام پر
اور دعا کا بھی رہے کچھ التزام

اپنی حالت ہے دگرگوں آجکل
ہے ہجومِ غم کا دل پر ازدحام

گو حیا سے منہ پہ کچھ لائیں نہ ہم
پر نہیں اس بات میں ذرہ کلام

دیدۂ عشاق و دلہا ہمراہ تست
تا نہ پنداری کہ تنہا مے روی

ضروری اطلاعات

(۱) تمام جماعت ہندوستان کے امیر حضور نے مولانا شیر علی صاحب کو مقرر فرمایا ہے۔ (۲) حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈاک بدستور قادیان کے پتہ پر بھیجی جائے۔ (۳) حضور کا ارشاد ہے۔ کہ لوگ بدستور قادیان سے فیوض حاصل کرنے کے لئے دار الامان آتے رہیں۔ (۴) دعاؤں پر خاص طور سے زور دیا جائے۔

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۵ر جولائی ۱۹۲۴ء

بہائی اور پیغامی

مولوی محمد علی صاحب اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی متضاد خیال آرائیاں

ہمارے خلاف غیر مبایعین میں ضد اور عداوت، بغض اور دشمنی اس حد تک ترقی کر گئی ہے۔ کہ ہر ایک وہ بات جو ہمارے ساتھ تعلق رکھتی ہو۔ خواہ وہ کیسی ہی معمولی اور ادنیٰ ہو اس پر وہ اتنا شور مچاتے اور ایسے وارفتہ ہوتے ہیں کہ انہیں اپنے آپ کی بھی ہوش نہیں رہتی۔ دو تین غدار اور منافق طبع بہائیوں کا جماعت سے اخراج معمولی بات تھی۔ ہر نبی کے زمانہ میں جب ایسے بدقسمت اور بد خصلت لوگ ہوتے رہے ہیں۔ جو صراط مستقیم کو چھوڑ کر گمراہی اور ضلالت کے گڑھے میں گرتے رہے ہیں۔ نبی کی جماعت سے علیحدہ ہو کر دشمنان حق کے زمرہ میں شامل ہوتے رہے ہیں۔ تو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کی جماعت سے ایسے لوگوں کا علیحدہ ہونا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ اور نہ اس سے جماعت احمدیہ پر کوئی حرف آسکتا تھا۔ کیونکہ اگر اسے جماعت احمدیہ کی صداقت کے خلاف پیش کیا جائے۔ تو پہلے انبیاء کی صداقتوں سے بھی انکار کرنا پڑیگا لیکن غیر مبایعین کو اس سے کیا۔ ان کا کام تو ہر بات میں جماعت احمدیہ کی مخالفت کرنا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بہائیوں کے اخراج کو بہت بڑا حربہ سمجھ کر شور مچانا شروع کر دیا۔ بڑے چھوٹوں کے متعدد مضامین "پیغام" میں شائع ہوئے حتیٰ کہ ایک طرف اگر جناب مولوی محمد علی صاحب وکیل امیر غیر مبایعین نے برسر محراب و منبر اس کے متعلق دُر افشانی ضروری سمجھی۔ تو دوسری طرف جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جن سے مولوی صاحب موصوف کو رشتہ دامادی کا فخر حاصل ہے۔ ان کی تائید میں خامہ فرسائی کرنے لگے۔ لیکن اندھا دھند مخالفت اور مخاصمت میں اس قدر بڑھ گئے۔ کہ جو بات جناب مولوی صاحب کے نزدیک بہائیوں کے خلاف سب سے زیادہ وزنی تھی۔ اور جو الزام سب سے بڑا تھا۔ اسی کے خلاف کہنے لگ گئے۔ چنانچہ جناب مولوی صاحب نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۹ر مئی میں جو یکم جون کے پیغام میں شائع ہوا۔ بہت کچھ خیال آرائی کے بعد یہ نتیجہ نکالا۔ کہ

"آج چند لوگوں کا ان میں سے نکلکر بابی مذہب کو اختیار کر لینا اس بات کی شہادت ہے کہ جماعت قادیان کا قدم صحیح راستہ پر نہیں۔ اور بات بھی صحیح ہے"

پھر فرمایا:-

"یہ لوگ جیسا کہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے درصل بہائیوں میں سے نہیں آئے۔ بلکہ قادیان میں رہکر اور میاں صاحب کے عقیدہ کو اس کے صحیح منشاء تک پہنچاتے ہوئے بہائی ہوئے"

ان الفاظ کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ جناب مولوی صاحب کے نزدیک خارج شدہ بہائی بہائیوں میں سے آکر جماعت احمدیہ میں شامل نہ ہوئے تھے۔ بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے کسی عقیدہ کی وجہ سے بہائی بنے۔ اور یہ بات جناب مولوی صاحب یونہی نہیں فرمارہے۔ بلکہ انہیں "واقعات" سے معلوم ہوئی ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا ارشاد ہے:-

"بہائی مذہب والوں کو بھی ایک کھیت (جماعت احمدیہ) نظر پڑا۔ جہاں وہ اپنا بیج لگا سکتے تھے۔ اور اسی لئے انکو جرات ہوئی کہ وہ آکر انہیں شامل ہو جائیں۔ اور خفیہ عقیدہ اپنے بنوہ کو ان میں مستحکم اور شائع کرتے رہیں۔ اور لوگوں کو پتہ تک نہ لگے۔"

گویا جناب ڈاکٹر صاحب کے نزدیک خارج شدہ بہائی جماعت احمدیہ میں سے پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ بہائیوں میں سے ہی آکر داخل ہوئے چنانچہ اسی امر کو زیادہ واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"میاں صاحب یا انکی جماعت پر یہ الزام تو نہیں کہ فلاں محمودی بہائی کیوں ہو گیا۔ الزام تو یہ ہے کہ انہوں نے عقیدہ میں بہائیت سے ایسی مشابہت و یگانگت قائم کی کہ بہائی آکر انہیں شامل ہو جاتے ہیں" (پیغام ۲۴ر جون)

کیا یہ حیرت اور تعجب کا مقام نہیں۔ کہ جو سب سے بڑا الزام جناب مولوی محمد علی صاحب جماعت احمدیہ پر لگا رہے ہیں جس کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ انہیں واقعات سے معلوم ہوا ہے۔ اور جس کی بنا پر وہ یہ فتوے دے رہے ہیں کہ "جماعت قادیان کا قدم صحیح راستہ پر نہیں"۔ اور یہی نہیں بلکہ یہ پیشگوئی کر رہے ہیں کہ "واقعات بھی انشاء اللہ میری تصدیق کرینگے کہ یہ عقیدہ اگر زندہ رہا تو یقیناً یہ جماعت الگ ہو جائیگی"۔ اسی الزام کو ان کے دست راست رد کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ "میاں صاحب یا انکی جماعت پر یہ الزام تو نہیں"۔ اسکی کیا وجہ ہے۔ کیا یہ کہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب میں اسقدر جرأت اور حوصلہ پیدا ہو گیا ہے کہ وہ مولوی محمد علی صاحب کے ایک غلط اور جھوٹے الزام کی تردید پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ یا کیا یہ کہ ان میں صداقت اور حق پسندی کا اس قدر مادہ پیدا ہو گیا ہے کہ اپنے امیر کی بے جا اور غلط بات کا علی الاعلان انکار کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ یا کیا یہ کہ ایک درست اور صحیح امر میں وہ مبایعین کی حمایت اور تائید کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کوئی بات بھی درست نہیں۔ جناب مولوی محمد علی صاحب کی کسی غلط سے غلط بات کے خلاف ڈاکٹر صاحب کے لئے کچھ کہنا آج بھی اسی طرح ناممکن ہے۔ جس طرح پہلے تھا۔ مولوی محمد علی صاحب کے مقابلہ میں کسی صداقت اور راستی کا اعتراف کرنا آج بھی ان کے لئے اسی طرح محال ہے جس طرح پہلے تھا۔ اور مبایعین کی نسبت ان کا دل بغض و حسد کی آگ سے آج بھی اسی طرح جل رہا ہے۔ جس طرح پہلے جلتا تھا۔ اور اس بات کا ثبوت خود وہی مضمون ہے جس سے ہم نے مندرجہ بالا اقتباس نقل کیا ہے۔ پھر جناب مولوی محمد علی صاحب کے عاید کردہ الزام کی تردید میں ان کے آواز اٹھانے کی کیا وجہ ہے۔ صرف یہ کہ جس طرح جناب مولوی محمد علی صاحب نے بلا سوچے سمجھے بغیر کسی پختہ بنا کے محض جماعت احمدیہ کے بغض و حسد میں جلتے ہوئے ایک الزام لگا دیا۔ اسی طرح جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے دشمنی اور عداوت کی رو میں بہتے ہوئے جو ان کے منہ میں آیا کہہ مارا۔ اور اتنا بھی خیال نہ رکھا کہ ان کے امیر صاحب کیا فرما چکے ہیں۔ ورنہ اگر انہیں اپنے امیر کے وہ الفاظ معلوم ہوتے جو ہم نے نقل کئے ہیں تو پورے وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ قطعاً ان کے قلم سے مندرجہ بالا فقرات نہ نکلتے۔ انکی تصدیق اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ اب جبکہ جناب ڈاکٹر صاحب نادانستہ درحالت حواس باختہ یہ الفاظ لکھ چکے ہیں۔ وہ اسقدر تسلیم کرنے کے لئے بھی تیار نہ ہونگے کہ انکی تحریر سے اس الزام کی تردید ہوتی ہے۔ جو بہائیوں کے متعلق جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ۹ر مئی کے خطبہ جمعہ میں امام جماعت احمدیہ پر لگایا ہے۔

یہ حد سے بڑھی ہوئی اس عداوت اور دشمنی کا ادنےٰ کرشمہ ہے۔ جو غیر مبایعین کے امیر اور اس کے ساتھیوں کو امام جماعت احمدیہ سے ہے۔ اصلیت خواہ کچھ ہو۔ وہ ہر بات کے متعلق خیال آرائی اور بیہودہ سرائی پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور چونکہ ان کے شور و شر کی بنیاد محض قیاسات ہوتے ہیں۔ اس لئے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک جس قیاس کو نہایت پختہ نہایت وزنی قرار دے کر اس پر اپنی بیہودہ سرائی کی بنیاد رکھتا ہے۔ دوسرا اس کی بجائے کسی اور قیاس کی تائید و تصدیق کے دلائل گھڑتا ہوا پہلے خیال کی تردید کر دیتا ہے ۔

جناب مولوی محمد علی صاحب نے تو بہائیوں کے اخراج پر یہ سمجھا۔ کہ اپنے عقائد کے صحیح ہونے اور مبایعین کے عقائد کو غلط قرار دینے کا یہ خوب موقع ہاتھ آیا ہے اس بنا پر جو کچھ ان کے منہ میں آیا بغیر سوچے سمجھے کہتے چلے گئے۔ لیکن جب غیر مبایعین کو گن گن کر بتایا گیا۔ کہ تم میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو خدا کی ہستی کے بھی قایل نہیں۔ بلکہ خدا کے ماننے والوں پر پھبتیاں اڑاتے ہیں۔ تم میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو ایمان بالرسل ضروری نہیں سمجھتے۔ اور دراصل برہمو ہیں۔ پھر ان کی وجہ سے تمہارے عقائد کے متعلق کیوں نہ کہا جائے۔ کہ ان کا نتیجہ دہریت اور لامذہبی ہے۔ تو جناب مولوی محمد علی صاحب کی بجائے جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بولے۔ اور اپنا پہلو بچانے کیلئے یہ کہدیا۔ کہ ہم یہ نہیں کہتے۔ بہائی مبایعین میں سے بنے۔ بلکہ یہ کہتے ہیں۔ کہ بہائی مبایعین میں آکر شامل ہو گئے۔ اور ان میں اپنے عقائد مستحکم کرنے لگے۔ جس کا مبایعین کو پتہ نہ لگا۔

اس سے جہاں مولوی محمد علی صاحب کی بناء اعتراض باطل ہو گئی۔ وہاں یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ مبایعین میں تو بہائیوں نے اگر کوئی شرارت پھیلانی چاہی۔ تو اسی وقت تک کہ ان کا کسی کو پتہ نہ لگا۔ اور جب پتہ لگا۔ تو اسی طرح نکال کر باہر پھینک دیئے گئے۔ جس طرح دودھ میں سے مکھی۔ لیکن غیر مبایعین کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ یہ جانتے ہوئے کہ ان میں دہریہ خیالات کے برہمو سماجی عقائد کے لوگ موجود ہیں وہ انہیں اپنے سے جدا کر دینے کی جرأت نہیں رکھتے۔ یہ انکے امیر کے اختیارات میں ہی نہیں ہے۔

ایسے لوگوں کا ہم پر اعتراض کرنا جہالت اور نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔

مسلمانان ہند اور مسئلہ خلافت

مرکزی خلافت کمیٹی نے بڑے ادب اور عاجزی کے ساتھ ترکان احرار سے استدعا کی تھی۔ کہ وہ ان کے ایک وفد کو باریابی کا موقع بخشیں۔ جو مسئلہ خلافت کی اہمیت اور ضرورت ان کے سامنے بیان کرے۔ کیونکہ خلافت مذہب اسلام کا نہایت ضروری اور اہم جزو ہے۔ اگر ترک یہ بات تسلیم بھی کر لیتے۔ تو ایسی نام نہاد خلافت جیسی کہ پہلے تھی۔ دنیائے اسلام کو کیا فائدہ پہنچا سکتی تھی۔ لیکن ترکوں نے جو خلافت کا لفظ بھی سننے کے لئے تیار نہیں صاف طور پر کہدیا۔ کہ خلافت کا ذکر تک کرنے کے لئے کسی وفد کو آنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

یہ بالکل صاف اور واضح جواب تھا۔ اور خلافت کمیٹی کو اس پر دم دھو کے چپ ہو جانا چاہیئے تھا۔ لیکن ارکان خلافت کمیٹی بھی کیا کریں۔ جب خلافت کا نام و نشان نہ رہا۔ تو ان کا ٹھکانا کہاں۔ اسلئے انہوں نے پھر ایک وفد تجویز کیا ہے۔ اگرچہ اس کے اغراض و مقاصد کو پردہ راز میں رکھا گیا ہے۔ لیکن اس کی کامیابی کا اندازہ ترکوں کی حسب ذیل حالت سے لگایا جا سکتا ہے جو اسی وفد کے ذکر میں ایک مصری اخبار نے شائع کی ہے اور جو یکم جولائی کے مدینہ میں درج ہے۔

اخبار مذکور لکھتا ہے۔

"کیا جمعیتہ خلافت ہند اسلئے وفد بھیجنا چاہتی ہے۔ کہ وہ مجلس انگورہ کو اسلام کی طرف رجوع ہونے کی دعوت دے۔ اور ٹرکی میں دوبارہ خلافت کو بحال کرے درآں حالیکہ مجلس انگورہ کے ارکان تعلیم دینی کے ابطال آثار نبویہ و اوقاف اسلامیہ کے اغتصاب کے بعد اپنی لامذہبیت کا اعلان کر چکے ہیں۔ اپنی درسی کتب سے تاریخ اسلامی غزوات اسلامیہ اور تاریخ عثمانی کو خارج کر چکے ہیں۔ ترکی ٹوپیوں کو قانوناً ممنوع اور عورتوں کی بے پردگی کو جائز قرار دے چکے ہیں۔ قانون میراث میں شریعت اسلامیہ کے برعکس رویہ اختیار کر چکے ہیں۔ امتناع شراب کے قانون کو باطل کر چکے ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ انہوں نے انگور کی کاشت کے لئے یورپ ایک جماعت روانہ کی ہے۔ تاکہ معقول مقدار میں شراب کشید کی جا سکے۔ مخصوص اوقات کے ماسوا عمامہ کو ممنوع قرار دیدیا ہے۔ ترکی خواتین کو آزادانہ رقص و سرود کی اجازت دیدی ہے۔ اور خود رئیس مجلس اپنی زبان سے یہ اعلان کر چکا ہے۔ جمہوریہ ایک آزاد حکومت ہے۔ پھر وہ ترکی خواتین کو مردوں کے ساتھ آزادانہ رقص سے کیونکر روک سکتی ہے۔ جبکہ غیر مسلم خواتین کو اس نے اجازت دی ہے۔ حالانکہ یہ بھی جمہوریہ کی محکوم ہیں"۔

جن لوگوں کے یہ حالات ہوں۔ ان کے ہاں کسی وفد کا اس غرض سے جانا کہ ان سے خلافت بحال کرا سکے محض تضیع اوقات اور بے جا صرف زر ہے۔

گاندھی جی کا عروج و زوال

اس میں شک نہیں ایک وقت گاندھی جی کو اسقدر عروج حاصل ہوا۔ کہ عام انسانوں کو چھوڑ کر اچھے اچھے پڑھے لکھے لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ لیکن جسقدر جلدی انہیں عروج حاصل ہوا تھا۔ اتنا ہی جلد اب وہ تنزل کی طرف جا رہے ہیں۔ ان دونوں پہلوؤں پر کسی قدر روشنی حسب ذیل الفاظ سے پڑ سکتی ہے۔ جو اخبار سیاست (۲ جولائی) سے نقل کئے جاتے ہیں:-

"ایک وہ زمانہ تھا۔ کہ ہندوستان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک جہاں جانے گاندھی کی جے سنتے تھے۔ انکا ہر ایک لفظ قانون تھا۔ لوگوں کو ان سے محبت نہیں تھی جنون تھا۔ جس بات سے وہ خوش ہوں۔ اس کا کرنا فرض تھا۔ ہندوؤں نے انکو اوتار مانا مسلمانوں نے گویا پیغمبر جانا۔ خدا نے بڑی خیر کی کہ خدا نہ کہا۔ کئی سال تک ایسا ہی زور رہا۔ اور ہر طرف شور رہا سینکڑوں اسکول بند ہو گئے۔ ہزاروں طالب علموں نے کالج اور اسکول چھوڑ دیئے۔ کتنوں نے اپنے پیشوں اور خطابوں کو چھوڑا۔ بعض نے معاش سے منہ موڑا۔ ہزاروں گاندھی ٹوپیاں سروں پر پہنچ گئیں۔ زمین سے چرخ بریں تک چرخہ کی آواز سنائی دینے لگی۔ کھدر کا لباس پہن کر لوگوں نے دلدر سے نجات پائی ہزاروں لاکھوں روپیہ کے ولایتی کپڑوں کو آگ لگائی۔ اگر کسی شخص نے مہاتما کہے بغیر ان کا نام لے لیا۔ تو اسکی گت بنائی۔ انجام کار وہ ڈکٹیٹر (مختار کل) قرار پائے۔ کیا ہندو کیا مسلمان انکے جھنڈے تلے آئے۔ انہوں نے قطعی حکم دیا۔ کہ کونسلوں میں مت جاؤ۔ ایک جماعت کے لوگوں نے اسمیں عذر کیا۔ اور ان کو کانگرس سے علیحدہ ہونا پڑا۔ انہوں نے اپنا خطاب لبرل رکھا۔ اور اپنی جماعت الگ قایم کی۔ مگر ان پر وہ بوچھاڑ لعنت ملامت کی ہوئی کہ انہیں کا دل جانتا ہو گا۔ کئی سال تک یہ معلوم ہوتا رہا۔ کہ ہندوستان میں ایک ہی قوم ہے۔ ہندو مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی کے چیلے تھے اور مسلمان مہاتما جی کے۔ تعجب تھا کہ یہ اتحاد کس بنیاد پر ہے۔ ہندو مسجد میں جا رہے ہیں۔ مسلمان مندروں سے نکلے آ رہے ہیں"۔

یہ تو گاندھی جی کے زمانہ عروج کا قصہ ہے۔ اس کے مقابلہ میں زمانہ موجودہ کی داستان بھی سن لیجئے۔ جو یہ ہے۔

"اب مہاتما جی نہ مہاتما رہے نہ اوتار۔ بلکہ نظروں میں خار کی طرح کھٹکتے ہیں۔ یوں تو پہلے بھی ان کو خطوط نامہذب پہنچے تھے۔ کہ تم کو لالچ ہے۔ کہ ہندوستان کی بادشاہی تمہارے نام ہو جائے اور تم اپنی باتوں اور ہدایتوں سے باز آؤ۔ مگر اس موقعہ آریہ سماج نے بہت دریدہ دہنی اختیار کی۔ ۳ جون کے اودھ اخبار میں "ایشیا" سے یہ خبر نقل ہوئی ہے۔ ایڈیٹر "ایشیا" کو خطوط پہنچے ہیں کہ سناتن دہرم والوں کو تمہارے خلاف ابھار کر تمہاری کریا کرائی جائیگی۔ تم ملیچھ قصائی مسلمانوں سے اتحاد نہیں چاہتے۔ تمہاری پالیسی کی وجہ سے ہم جیوں کو جان سے مارنا پڑیگا"۔

اب خلاصہ یہ کہ مہاتما جی سے اول تو لبرل پارٹی الگ ہوئی۔ پھر مرہٹہ پارٹی۔ اب سوراج پارٹی اور آریہ سماج۔ مہاتما جی نے کچھ مسلمانوں کی دلشکنی کے امور بھی لکھے ہیں۔ مگر توقع ہے۔ کہ وہ لوگ اس وقت مہاتما کو معذور رکھیں گے"۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

چند ضروری باتیں

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(فرمودہ ۴ر جولائی سنہ ۲۴ء)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو لوگ مبعوث ہوتے ہیں۔ ان کی تعلیم اس زمانہ کے خیالات کے مخالف ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ دنیا کی اصلاح کے لئے آتے ہیں۔ اور یہی

نبیوں اور دوسرے لوگوں میں فرق

ہوتا ہے۔ کہ باقی لوگ جس تعلیم کو پیش کرتے ہیں۔ وہ وہی تعلیم ہوتی ہے۔ جس کی طرف دنیا خود جا رہی ہوتی ہے۔ جیسے آج کل

مسٹر گاندھی

ہیں۔ گو انہوں نے کوئی دعویٰ نہیں کیا لیکن لوگ چونکہ بطور مثال انہیں پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دیکھو انہیں کس قدر کامیابی ہوئی۔ اس لئے ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اول تو ان کی کامیابی کا نتیجہ جلد ہی نکل آیا۔ وہ ہندو اور مسلمان جو انہیں اپنا لیڈر اور پیشوا کہتے تھے۔ آج ان کا بڑا حصہ انہیں چھوڑ چکا ہے اور اس طرح تھوڑے عرصہ میں ہی ان کا

عروج تنزل سے بدل گیا

اسکے خلاف انبیاء سے خدا تعالیٰ کا یہ سلوک ہوتا ہے کہ ان کا قدم گو آہستہ آہستہ اُٹھتا ہے۔ مگر آگے ہی آگے بڑھتا ہے پیچھے نہیں ہٹتا۔ دنیا میں اور لوگوں کو بھی بڑی بڑی فتوحات ہوئیں۔ مگر نبیوں کو ان کے مقابلہ میں ہمیشہ یہ

امتیازات

حاصل رہے۔ کہ اول جن لوگوں کے ذریعہ انبیاء فتوحات اور کامیابیاں حاصل کرتے ہیں۔ وہ ان کے خود پیدا کردہ ہوتے ہیں۔ دوسرے انبیاء زمانہ کی رَو کے مخالف چلتے ہیں۔ تیسرے ان کا ہر قدم ترقی کی طرف ہی جاتا ہے۔ تنزل کی طرف نہیں جاتا۔ چوتھے خدا تعالیٰ ان کی خبر اور شہرت کو آپ پھیلاتا ہے۔ اسی سال یعنی گذشتہ بارہ مہینوں میں کئی نئی باتیں احمدیت کے متعلق معلوم ہوئی ہیں۔ چنانچہ یہ معلوم ہوا کہ

چین میں احمدیہ جماعت

موجود ہے۔ وہاں کون گیا۔ وہ لوگ کس طرح احمدی ہوئے ہمیں اس کا بھی علم نہیں۔ اور نہ اس جماعت کے متعلق کوئی علم تھا کہ ترکی پارلیمنٹ کا ایک ممبر چین میں گیا۔ اس نے اپنا سفرنامہ لکھا جسمیں وہ لکھتا ہے۔ میں نے چین کے ایک شہر کانٹن میں یہ جھگڑا فساد سُنا کہ احمدی جامع مسجد کے متعلق کہتے تھے یہ ہماری ہے۔ اور دوسرے مسلمان کہتے تھے ہماری ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہاں جماعت موجود ہے۔ اور اتنی بڑی جماعت ہے کہ مسجد پر قبضہ کرنے کا استحقاق رکھتی ہے۔ پھر مسجد بھی کوئی عام مسجد نہیں بلکہ جامع مسجد ہے۔ ہمیں اب تک بھی اس جماعت کا علم نہیں مگر ایک غیر شخص اس کا ذکر کرتا ہے۔ جو ہمارا دشمن ہے۔

اسی طرح ایک پولیٹیکل افسر کا خط پچھلے دنوں الفضل میں شائع ہوا تھا جس سے معلوم ہو سکتا تھا کہ دنیا میں کس طرح

ہر جگہ احمدیت کا چرچا

ہو رہا ہے۔ ایک بہت بڑے رئیس نے تو انہیں یہاں تک کہا کہ تم ہندوستان سے میرے لئے کیا تحفہ لائے ہو۔ انہوں نے کہا کہ نافہ لایا ہوں اس پر وہ ہنس کر کہنے لگا کہ حضرت احمدؑ کی کوئی کتاب لائے ہو یا نہیں؟ یہ چرچا کس طرح ہوا۔ کیا ہماری کوششوں سے۔ ہرگز نہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہی حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر پھیلا دیا۔ کیونکہ وہ اپنے ماموروں کی خبر خود پھیلاتا ہے۔ آج بھی ایک خط آیا ہے۔ جو اسی قسم کی

بشارت

لایا ہے۔ اور ایسی جگہ سے آیا ہے۔ جہاں آج تک کوئی احمدی نہیں گیا۔ بلکہ وہاں کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ چونکہ سنوسی خیالات کے لوگ ہیں۔ اسلئے احمدیت کی طرف توجہ نہیں کر سکتے۔ مگر آج ایک عرب کا رجسٹری خط ملا ہے۔ وہ ترکی فوج میں کپتان تھے اور آجکل سیاحت پر ہیں۔ وہ مصر میں احمدی ہوئے تھے۔ وہ لکھتے ہیں یہاں ایک بہت بڑے پیر ہیں۔ جن کے بہت سے مدارس ہیں۔ اور ہزاروں مرید ہیں۔ وہ احمدی ہو گئے ہیں۔ ان کے لئے سلسلہ کی کتابیں جلدی بھیجیں کیونکہ ان کا ارادہ ہے۔ کہ اس علاقہ میں تبلیغ کے لئے نکلیں۔

اب دیکھو ان علاقوں میں کون پہنچا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے۔ جو لوگوں کو کھینچ کر احمدیت کی طرف لا رہا ہے۔ کہاں ایک شخص مصر میں احمدیت کا ذکر سنتا ہے۔ اور احمدی ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اسکے دل میں ایسا اخلاص ڈالدیتا ہے کہ وہ تبلیغ شروع کر دیتا ہے اسکے متعلق خیال تھا کہ نہ معلوم کہاں چلا گیا۔ کیونکہ عرصہ سے اس کا کوئی خط نہ آیا تھا۔ لیکن اب اس نے لکھا ہے۔ افسوس کہ میں اس سے پہلے کوئی خط نہ لکھ سکا۔ میں تبلیغ میں مصروف ہوں۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ بہت سے لوگ تیار ہیں۔ اگر کوئی مبلغ آئے تو ہزاروں آدمی سلسلہ میں داخل ہو جائینگے۔

ایک یہ بات ہے۔ جو میں آج سُنانا چاہتا ہوں:-

دوسری بات

یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے سنا ہے۔ بعض لوگوں کے اندر یہ بات خیال ہے کہ مہدی کی پیشگوئی حضرت خلیفہ اول رضؓ پر چسپاں ہوتی ہے میں کسی شخص سے اس تعلق کے لحاظ سے جو مجھے حضرت خلیفہ اول رضؓ سے ہے۔ کم نہیں ہوں۔ اسلئے کہ بچپن سے آپکے ساتھ میرا تعلق رہا اور جب سے میں نے ہوش سنبھالی انکو دیکھنا شروع کیا۔ اور جتنی جتنی عمر بڑھتی گئی۔ تعلق بھی بڑھتا گیا۔ عربی تعلیم جو میں نے تھوڑی بہت حاصل کی انہی سے حاصل کی۔ قرآن کریم کا ترجمہ انہیں سے پڑھا۔ بخاری انہیں سے پڑھی پھر وہ زمانہ بھی آیا۔ جبکہ ان کا اور ہمارا تعلق پیری مریدی کا ہو گیا۔ اس تعلق سے بھی کوئی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ دوسروں کے تعلق محدود ہیں اگر کسی کو شاگردی کا تعلق ہے تو یہ نہیں ہے کہ وہ بچپن سے آپ کے پاس رہا اور اگر کوئی بچپن سے آپکے پاس رہا ہے۔ تو اُسے آپ سے فیض حاصل کرنے کا وہ موقعہ نہیں ملا جو مجھے ملا ہے۔ جو محبت مجھے ان سے تھی۔ اور جو پیار انہیں مجھ سے تھا۔ اس کے متعلق بارہا مجلس میں فرمایا کرتے تھے۔ مجھے میاں سے عشق ہے۔ اور مجھے خود بھی انہوں نے کئی بار کہا مجھے تم سے عشق ہے تو کسی کو ایسا موقع نہیں ملا۔ جو مجھے ملا۔ اور ایک شخص بھی جماعت میں ایسا نہیں جو

حضرت خلیفہ اول رضؓ سے تعلق

کے لحاظ سے اس درجہ پر ہو۔ جو مجھے حاصل ہے۔ اور جب میں کہتا ہوں کہ ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے۔ جیسے مجھے جتنا تعلق ہو تو میں کسی کو بھی مستثنےٰ نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ حضرت خلیفہ اول کے بچوں کو بھی مستثنیٰ نہیں کرتا۔ آپ بارہا فرمایا کرتے تھے۔ اور ایک دفعہ تو مجھے لکھا بھی تھا کہ مجھے اپنے بچوں سے بھی زیادہ تم سے محبت ہے۔ پھر حضرت خلیفہ اول رضؓ کے بچوں کو نہ تو آپ کی شاگردی کا رتبہ حاصل ہے۔ اور نہ صحبت علمی سے مستفیض ہوئے ہیں گویا ان کا تعلق محض نسبی ہے۔ مگر میرا تعلق آپ سے علمی ہے لیکن باوجود اس تعلق کے میں انکی طرف یہ بات منسوب کرنیکے لئے تیار نہیں ہوں کہ آپ مہدی موعود تھے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے اس امر پر بہت زور دیا ہے کہ

لا مھدی الا عیسیٰ

کہ عیسیٰ جو موعود ہیں۔ سوائے ان کے اور مہدی نہیں ہو گا۔ پس اگر مہدی سے مراد وہ مہدی ہے جسے مسیح موعود کے زمانہ میں ہونا تھا تو وہ سوائے حضرت صاحب کے اور کوئی نہیں ہے۔ اور اگر اسکے علاوہ کوئی اور مہدی مراد ہو تو ایسے بہت سے گذرے ہیں۔ اور بہت سے ہونگے۔ میں جس امر کی تردید کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ مسیح موعودؑ کی موجودگی میں سوائے آپکے کوئی دوسرا مہدی نہ تھا۔ اور اگر آپکے وقت میں آنیوالے مہدی سے کوئی اور مراد لیا جائے تو یہ غلط ہے۔ لیکن اگر اور مہدی مراد ہے۔ تو

سب خلفاء کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہدی کہا ہے

اس لحاظ سے حضرت ابوبکر رضؓ بھی مہدی تھے۔ حضرت عمر رضؓ بھی مہدی تھے۔ حضرت عثمان رضؓ بھی مہدی تھے حضرت علی رضؓ بھی مہدی تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ بھی مہدی تھے۔ اور

میں بھی مہدی ہوں

اگر کوئی حضرت ابوبکر رضؓ۔ حضرت عمر رضؓ۔ حضرت عثمان رضؓ۔ حضرت علی رضؓ۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ پر بعض علامات کی بنا پر مہدی والی پیشگوئی چسپاں کرتا ہے۔ تو وہ مجھ پر بھی چسپاں ہوتی ہے۔ کیونکہ لکھا ہے۔ کہ وہ ۲۷ سال کی عمر میں خلافت کرے گا۔ اور یہ بات سوائے میرے اور کسی پر چسپاں نہیں ہوتی۔ تو کوئی خلیفہ ایسا نہیں۔ جو مہدی نہیں مگر پھر بھی ہم اس پر زور نہیں دیتے۔ کیونکہ جب ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر رضؓ خلیفہ ہیں۔ حضرت عمر رضؓ خلیفہ ہیں۔ حضرت عثمان رضؓ خلیفہ ہیں۔ حضرت علی رضؓ خلیفہ ہیں۔ تو ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اس حدیث کے ماتحت وہ بھی مہدی تھے۔ اس پر خاص زور دینے کی ضرورت نہیں۔ اور خاص کر ایسے زمانہ میں جب کہ یہ بحث ہو رہی ہو کہ

مہدی اور مسیح ایک ہی ہے

اس پر زور دینا اس بات کو مشتبہ کرنا ہے۔ جس پر جنگ ہو رہی ہے۔ پس اس مہدویت کے علاوہ جو خلافت سے تعلق رکھتی ہے۔ مسیح موعود کے سوا کسی کے لئے کوئی موعود مہدویت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ مہدویت دعوےٰ سے تعلق رکھتی ہے۔ اور

مہدویت اور مجددیت میں فرق

بھی یہ ہے۔ کہ مجددیت کسی خاص انسان کے لئے نہیں ہوتی اس کے متعلق تو یہ کہا گیا ہے۔ کہ مجدد تجدید دین کرتا رہیگا یہ نہیں کہا۔ کہ فلاں مجدد ہوگا۔ اس لئے اگر کوئی مجدد مجددیت کا دعویٰ بھی نہ کرے۔ بلکہ اسے پتہ بھی نہ ہو۔ کہ میں مجدد ہوں۔ تو بھی وہ مجدد ہو سکتا ہے۔ لیکن جسکے متعلق پیشگوئی ہو۔ کہ ان ان علامات کے ساتھ ہوگا۔ وہ ہو۔ اور دعویٰ نہ کرے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ اور دعوے کے لئے یہ شرط ہے۔ کہ وہ ان علامات کو جو بیان کی گئی ہوں۔ اپنے اوپر چسپاں کرے۔

یہ دعویٰ نہیں کیا

جس طرح میں نے بھی کہدیا ہے۔ کہ میں بھی مہدی ہوں دعوےٰ یہ ہے۔ کہ اس منصب پر زور دے اور لوگوں کے سامنے اس کا مدعی بن کر پیش کرے۔ مگر

حضرت خلیفہ اول رضؓ

نے نہ اس طرح دعویٰ کیا نہ لوگوں کے سامنے پیش کیا اگر کوئی علامت آپ پر چسپاں ہوتی ہے۔ تو اس کے صرف یہ معنی ہیں۔ کہ ایسا خلیفہ ہوگا۔ نہ یہ کہ آپ وہ مہدی تھے جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔ پس ایسے وقت میں جب کہ دنیا سے اس بات پر جنگ کی جا رہی ہے۔ کہ

مسیح اور مہدی ایک تھے

کس قدر نادانی اور جہالت ہے۔ اگر ہم اس بحث کو خود خراب اور مشتبہ کر دیں۔

تو اسوقت دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں یہ اسبات کا ازالہ ہے۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ باوجود اپنے علم وفضل تقوےٰ وطہارت بزرگی اور برتری کے بحیثیت خلیفہ تو مہدی تھے۔ مگر وہ مہدی جس کی خبر مسیح موعود کے زمانہ میں آنے کی دی گئی ہے۔ وہ نہیں تھے۔ بلکہ

مہدی کے خادموں میں سے ایک خادم

تھے۔ اور جو بھی رتبہ آپ کو حاصل ہوا۔ وہ اسی لئے حاصل ہوا۔ کہ آپ نے مہدی کی غلامی کی۔ اس سے زیادہ درجہ آپ کا کچھ نہیں۔

تیسری بات

جسکی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ میں نے سنا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ چونکہ حضرت مسیح موعود شرعی نبی نہ تھے۔ اسلئے ان کے بیان کئے ہوئے مسائل ہمارے لئے حجت نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ خدا کا بیٹا ہے۔ فرماتا ہے۔ قریب ہے۔ کہ آسمان وزمین پھٹ جائیں۔ اس بات کو سن کر کہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ خدا کا بیٹا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اس قسم کے خیال کے لئے بھی ہم یہی فقرہ کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی کہ تو مجھے ایسا ہی پیارا ہے۔ جیسے توحید۔ یعنی جس طرح مجھے یہ ناپسند ہے۔ کہ کوئی شرک کرے۔ اسی طرح مجھے یہ بھی ناپسند ہے۔ کہ تیرے درجہ میں کوئی کمی کرے

پس اگر خدا کا بیٹا کہنے سے زمین وآسمان پھٹنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ تو وہ جو

توحید جیسا خدا کا مقرب

ہے۔ اس کے درجہ میں اگر کمی کی جائے گی۔ تو کیوں آسمان وزمین پھٹنے کے لئے تیار نہ ہونگے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالےٰ کی طرف سے آنے والے نبیوں میں سے ایک نبی تھے۔ اور اس کے بھیجے ہوئے رسولوں میں سے ایک رسول۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے جو رسول آئیں۔ وہ شریعت لائیں یا نہ لائیں۔ وہ خدا سے علم پاتے ہیں۔ خدا تعالےٰ جو نبی بھیجتا ہے۔ کسی غرض کے لئے بھیجتا ہے۔ یا یونہی۔ اور ساری دنیا سے لڑائی جھگڑے کرا کر نتیجہ کیا نکالتا ہے۔ کیا یہی کہ ساری دنیا سے لڑائی جھگڑے تو نبی کرے۔ سب لوگوں سے دکھ اور تکالیف تو وہ اٹھائے۔ ہر وقت لوگوں کے غم اور فکر میں تو وہ ہلکان ہوتا رہے۔ لیکن اس کی بجائے مسائل کا فیصلہ کرنا اوروں کے سپرد ہو جائے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ

اللہ تعالےٰ کے نبی شیر ہوتے ہیں

اور شیر کا کام یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ شکار مارے۔ اور گیدڑ کھائیں۔ خدا تعالےٰ کے نبی شیروں کی طرح ہوتے ہیں۔ اور ہماری مثال گیدڑوں کی سی ہوتی ہے۔ کہ شیر شکار مار کر جاتا ہے۔ اور ہم پیچھے کھاتے ہیں۔ پس خدا تعالےٰ نے جو رتبہ اور درجہ نبی کو دیا ہے۔ وہ اسے دو۔ اور جو تمہارے لئے رکھا ہے۔ وہ اپنا سمجھو۔ یہ اور بات ہے۔ کہ ان

تعلیمات اور مسائل

کو لے کر جو حضرت مسیح موعود نے بیان کئے۔ اور اس رعب کی وجہ سے جو آپ نے قایم کیا۔ اور اس جماعت کے سہارے جو آپ نے بنائی۔ کوئی بات ہم بھی بنا لیں۔ اور کسی مقصد میں ہم بھی کامیاب ہو جائیں۔ لیکن دراصل وہ ہماری کسی خوبی کی وجہ سے نہیں ہوگا۔

دیکھو آج یہ جو ہزار ۱۲ سو یا اس سے بھی زیادہ لوگ میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ ان میں شاید کوئی غیر بھی ہو۔ لیکن باقی سارے کے سارے ایسے ہیں۔ جنہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ جو میں انہیں کہونگا کرنے کے لئے تیار ہونگے۔ اور اپنے اخلاص اور ایثار میں دنیا کی

کسی جماعت سے کم نہیں۔ بلکہ اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ ہر حکم ماننے کے لئے تیار ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ

یہ جماعت پیدا کس نے کی؟

صاف بات ہے۔ کہ ان میں جو اخلاص اور ایثار پایا جاتا ہے وہ حضرت مسیح موعود ؑ ہی کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ اگر میں اس بات کو دیکھ کر کہ اتنے لوگ میری بات مانتے ہیں۔ جتنے حضرت مسیح موعود کے وقت نہ تھے۔ اور اتنے لوگ میری باتیں سنتے ہیں۔ جتنے حضرت مسیح موعود ؑ کی باتیں نہ سنتے تھے۔ یہ خیال کر لوں۔ کہ میرا درجہ آپ سے بڑھ کر ہے۔ تو یہ کیسی بیوقوفی کی بات ہوگی ہمیں

اصل منبع دیکھنا چاہیئے

اور ہر کامیابی کا باعث اسی کو قرار دینا چاہیئے۔ اگر آج ہمارا رعب دنیا پر پہلے سے زیادہ ہے۔ اور پہلے کی نسبت زیادہ لوگ ہماری باتیں مانتے ہیں تو یہ ہماری کسی قابلیت کا نتیجہ نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود ؑ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ کیا آپ سے پہلے لوگ وعظ و نصیحت کرنیوالے نہ تھے۔ ان کی باتوں کا کیوں لوگوں پر اثر نہ ہوتا تھا۔ یا اب ایسے لوگ نہیں ہیں۔ جو آپ سے علیحدہ ہو کر وعظ و نصیحت کرتے ہیں۔ مگر کوئی ان کی بات نہیں سنتا اسکی کیا وجہ ہے یہی کہ ان میں

وہ نُور اور وہ روشنی

نہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے انہیں وہ جذب اور وہ قوت نہیں۔ جو حضرت مسیح موعود سے حاصل ہوتی ہے اس لئے ان کی باتیں بے اثر تھیں۔ اور اب بھی ہیں۔ خوب یاد رکھو۔ یہ مسئلہ میرے نزدیک بہتوں کے لئے حل نہیں ہؤا۔ ہماری جماعت کے کئی لوگوں کیلئے بھی حل نہیں ہؤا۔ غیر مبایع اور غیر احمدی تو الگ رہے اور وہ یہ کہ دنیا میں ایک ہی چیز ہے جس کا انکار کفر ہے۔ اسی لئے میں کسی بھی انسان کی اتنی عظمت کا قائل نہیں ہوں کہ اسکی ذات کا انکار کفر ہو۔

کُفر صرف خدا کی ہستی کا انکار ہے

اور ہم جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا انکار کفر ہے۔ تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے۔ کہ ان کی ذات کا انکار کفر ہے۔ بلکہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی جو باتیں وہ لائے۔ ان کا انکار کفر ہے۔ ورنہ اگر اس بات کو علیحدہ کر دو۔ تو پھر وہ کیا تھے۔ ایک بڑھئی کے گھر پیدا ہونے والے اور ایک یہودی خاندان کے فرد تھے۔ جنہیں زیادہ سے زیادہ فریسی اور فقیہی کہہ سکتے تھے۔ اس سے زیادہ کیا تھے۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہیں رسالت کو علیحدہ کر کے دیکھو تو آپ

عربوں میں سے ایک عرب

تھے۔ اور عرب ہونے کی حیثیت سے لوگ آپ کی غلامی کرنے کیلئے تیار نہ تھے۔ ہماری قوم جو ہزاروں سالوں سے حکمران چلی آتی تھی۔ کیا وہ بغیر رسالت کے آپ کی غلامی کیلئے تیار ہو سکتی تھی۔ کسی عرب میں اور کیا بات ہو سکتی تھی۔ جو ہم سے خادمیت اور غلامی کا اقرار کرا سکتی تھی زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا تھا کہ آپ بڑے خاندان کے ہوتے۔ مگر آپ کا خاندان کیا تھا۔ مکہ کا غریب خاندان تھا لیکن جب خدا تعالیٰ نے آپکو رسالت دی۔ تو آپ بڑے بنے۔ آپ کا انکار کفر ہو گیا۔ حتیٰ کہ آپ نے فرمایا۔ لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی۔ کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ بھی زندہ ہوتے۔ تو وہ بھی میری غلامی کرتے۔ یہ رتبہ اور یہ مرتبہ آپ کو خدا تعالیٰ کے کلام کی وجہ سے ملا۔

پس جن پر

خدا کا کلام

نازل ہوتا ہے۔ وہ معمولی انسان نہیں ہوتے۔ بلکہ انکی ہستیاں دُنیا سے جُدا ہوتی ہیں۔ اور ان کے لئے خدا تعالیٰ یہاں تک کہتا ہے۔ کہ اگر کوئی میرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کیلئے ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ یہ کہ ان کے ذریعہ حاصل کرو۔ اور ایسے انسان شرعی ہوں۔ یا غیر شرعی ایک ہی مقام پر ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو غیر شرعی کہتے ہیں۔ تو اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ وہ کوئی نیا حکم نہیں لایا۔ ورنہ کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ جو شریعت نہ لائے۔ ہاں بعض نئی شریعت لاتے ہیں۔ اور بعض پہلی شریعت ہی دوبارہ لاتے ہیں پس

شرعی نبی کا مطلب

یہ ہے کہ وہ پہلے کلام لائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریعی نبی ہیں۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ آپ قرآن پہلے لائے اور حضرت مسیح موعود غیر تشریعی نبی ہیں۔ تو اسکے یہ معنی ہیں کہ آپ پہلے قرآن نہیں لائے۔ ورنہ قرآن آپ بھی لائے۔ اگر نہ لائے تھے تو خدا تعالیٰ نے کیوں کہا کہ اسے قرآن دیکر کھڑا کیا گیا ہے۔ پس اگر مسائل کا فیصلہ ہم نے کرنا ہے۔ تو پھر خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو کیوں بھیجا۔ کوئی ڈپٹی اسلئے مقرر نہیں کیا جاتا کہ اپنے آپکو ڈپٹی منوائے کوئی تحصیلدار اس لئے نہیں بنایا جاتا کہ وہ اپنے آپ کو تحصیلدار منوائے۔ ڈپٹی اور تحصیلدار کے معنی یہی ہیں کہ کوئی کام ان کے سپرد کیا گیا ہے۔ اسی طرح جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں خدا کا نبی ہے تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ خدا نے اس کے سپرد کوئی کام بھی کیا ہے۔ اور کام یہی ہوتا ہے کہ یا تو جدید شریعت پر عمل کرائے یا پہلی شریعت کو قائم کرے۔ پس وہ تعلیم جو وہ دیتے ہیں۔ اس سے

ذرہ بھر بھی اِدھر اُدھر ہونا

جائز نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود بڑی صراحت سے فرماتے ہیں مولوی لوگ حدیثیں لئے پھرتے ہیں۔ مگر حدیثوں کا یہ کام نہیں۔ کہ میرے متعلق فیصلہ کریں بلکہ میرا کام ہے کہ میں بتاؤں۔ فلاں حدیث درست ہے۔ اور فلاں غلط۔ تم ہی بتاؤ۔ ایک شخص کسی کے مُنہ سے کوئی بات سنے۔ اور دوسرا کسی اور کے ذریعہ سُنے۔ تو کس کی بات قابل وثوق ہوگی۔ اسی کی جس نے خود سُنی۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ حضرت مسیح موعود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات کو منسوخ کر سکتے تھے یا آپ نے منسوخ کیا۔ بلکہ یہ کہتے ہیں۔ آپ وہی باتیں کہتے تھے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہیں۔ لیکن دوسرے جو کہتے ہیں وہ ایک دوسرے سے سنی سنائی کہتے ہیں۔ پس سوال مسیح موعود کے تشریعی یا غیر تشریعی نبی ہونے کا نہیں۔ بلکہ راویوں کا سوال ہے۔ کہ کونسا راوی زیادہ مضبوط ہے۔ آیا وہ جو دس بیس حدیث میں آتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے سنی سنائی بات بیان کرتے ہیں یا وہ جو خدا کا مسیح ہے۔ اور جس نے خدا سے سنکر بات پہنچا دی۔

اسی طرح قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا یمسہ الا المطہرون کہ سوائے پاکیزہ لوگوں کے کوئی اسے چھو نہیں سکتا۔ اسکے یہ معنی نہیں کہ جو لوگ پاکیزہ نہیں وہ ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ بلکہ یہ ہے کہ قرآن کریم کے علوم الہٰی پر کھلتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے مقرب ہوتے ہیں۔ اور جو جتنا زیادہ خدا کا مقرب ہوگا۔ اتنے ہی زیادہ اسپر علوم کھلیں گے۔ چنانچہ صوفیا جو ظاہری علوم میں معروف نہیں ہوتے۔ اُنپر ایسے علوم کھولے جاتے ہیں۔ جو مولوی اور عالم کہلانیوالوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں آتے رہیں

محی الدین ابن عربی

کی کتابیں پڑھ کر حیران ہو جاتا ہوں کہ وہ کتنی آیتوں کے معنی وہی کرتے ہیں۔ جن کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تصدیق کی ہے مثلاً تمام مفسرین اس آیت کے کہ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِہٖ (۲۲-۵۱) یہ معنے کرتے ہیں کہ جب نبی کوئی خواہش کرتا ہے تو شیطان اسمیں دخل دیدیتا ہے لیکن حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں یہ معنی صحیح نہیں۔ کیونکہ

نبی مسّ شیطان سے پاک ہوتا ہے

اور باوجود اسکے کہ کوئی مفسر اس طرف نہیں گیا۔ محی الدین ابن عربی یہی کہتے ہیں کہ نبی اور شیطان کا کیا تعلق۔ اسی طرح اور کئی آیات میں نے دیکھی ہیں۔ جن کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ ان کے جو معنی ہم کرتے ہیں۔ وہ یورپ کے اثر کی وجہ سے کرتے ہیں۔ مگر صوفیا کی آج سے سات سو برس پہلے کی کتابوں میں وہی معنی موجود ہیں۔ اسکی وجہ کیا ہے۔ یہی کہ صوفیا کو وہ علوم اور معارف دئے گئے۔ جو علماء کو حاصل نہ ہوئے۔ تو پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا کا نبی تو مسیح موعود

ہو۔ اور قرآن کریم کے علوم آپ سے زیادہ ہم پر کھولے جائیں ہمیں اگر کچھ مل سکتا ہے تو فرع کے طور پر مل سکتا ہے۔ اس کا بیج مسیح موعودؑ کو ہی ملیگا۔ اور کوئی ایک بھی بات ایسی نہیں جس کا بیج ہم کو ملے پھر ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ایک انسان کو خدا تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ مگر یہ بھول گیا کہ لوگوں کو اس وقت کس کس بات کی ضرورت ہے۔ وہ میں اس نبی کو بتا دوں۔ یہ غلط ہے۔ فروع ہماری ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اور اصول حضرت مسیح موعود نے ہی بیان کئے ہیں۔ چنانچہ آپ نے کہا بھی ہے کہ

نبی بیج بونے کے لئے آتا ہے

آگے درخت کا اُگنا۔ پھل پھول پیدا ہونا بعد میں ہوتا ہے۔ اس درخت کو بھی پھل لگیں گے۔ اور وہ پھیلیگا۔ جس کا بیج حضرت مسیح موعود ہم نے ڈالا اسے دیکھ کر ہو سکتا ہے۔ ایک جاہل کہے۔ بیج کی کوئی حقیقت نہیں اصل درخت ہی ہے۔ لیکن کسی ہوشمند کے منہ سے یہ بات نہیں نکل سکتی ہے۔ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ہمارا درس کوئی سُنے۔ اور

حقائق اور معارف

سنکر کہدے کہ یہ حضرت مسیح موعود سے بڑھ گیا۔ مگر عقلمند یہ دیکھیگا کہ ان سب باتوں کا بیج حضرت مسیح موعود نے رکھا ہے۔ ورنہ حضرت مسیح موعود سے پہلے بھی یہی قرآن موجود تھا۔ اس وقت اس سے معارف کیوں نہ نکلتے تھے۔ پس حضرت مسیح موعود کی تعلیم جس بات کی تصدیق کریگی۔ وہ صحیح ہوگی۔ اور جسے آپ کی تعلیم رد کردیگی۔ وہ غلط ہوگی۔ اور اسکی قیمت ایک پیسہ بھی نہ ہوگی۔ بلکہ وہ مصیبت ہو۔ اور

ایمان کے لئے کیڑا

ہے۔ یہ خیال کہ نبی پر وہ علوم نہیں کھلے۔ جو ہم پر کھلے ہیں۔ کبر اور عجب پر دلالت کرتا ہے۔ اور یہ ایمان کو تباہ کر دیتا ہے مجھے کبھی حضرت مسیح موعود کی کتابوں پر اتنا ایمان نہیں بڑھتا جتنا کوئی مضمون لکھتے وقت بڑھتا ہے۔ کوئی ایک بات اور کوئی ایک علم بھی ایسا نہیں۔ جس کا

گر حضرت مسیح موعود کی کتب میں

دیوح نہ ہو پس خدا تعالیٰ کی طرف سے جو انبیاء آتے ہیں ہمارا کام یہ ہے کہ انکی تعلیم کو پھیلائیں۔ انکی تعلیم سے ایک قدم ادہر ادہر ہونا کفر ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے۔ اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ سے مقدم نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ انبیاء کو خدا بھیجتا ہے۔ اور ہمارے خیالات ہمارے اپنے ہوتے ہیں۔

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جب کوئی نبی آجائے تو

پہلے نبی کا علم

بھی اسی کے ذریعہ ملتا ہے۔ یوں اپنے طور پر نہیں مل سکتا۔ اور ہر بعد میں آنیوالا نبی پہلے نبی کے لئے بمنزلہ سوراخ کے ہوتا ہے۔ پہلے نبی کے آگے دیوار کھینچ دی جاتی ہے۔ اور کچھ نظر نہیں آتا سوائے آنیوالے نبی کے ذریعہ دیکھنے کے۔ یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں۔ سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا۔ اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے۔ اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے اسی طرح

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود

اسی ذریعہ سے نظر آئیگا کہ حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دیکھا جائے۔ اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے۔ تو اسے کچھ نظر نہ آئے گا۔ ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھیگا۔ تو وہ اس کیلئے یھدی من یشاء والا قرآن نہ ہوگا۔ بلکہ یضل من یشاء والا قرآن ہوگا جیسا کہ مولویوں کیلئے ہو رہا ہے۔ لیکن جب حضرت مسیح موعودؑ کے بتائے ہوئے معانی اور گُروں کے ذریعہ دیکھیگا۔ تو قرآن کو بالکل نئی کتاب پائیگا۔ جو عقل کو صاف کرنے والی۔ روحانیت کو تیز کرنیوالی اور خدا تعالیٰ کا جلال دکھانیوالی ہوگی۔ وجہ یہ کہ جو لوگ خدا کے نبی کی دی ہوئی عینک سے دیکھتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں دنیا کے علوم حیض کے چیتھڑوں سے بھی کم حیثیت رکھتے ہیں

اسی طرح اگر حدیثوں کو اپنے طور پر پڑھینگے۔ تو وہ مداری کے پٹارے سے زیادہ وقعت نہ رکھیں گی۔ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے

حدیثوں کی کتابوں کی مثال

تو مداری کے پٹارے کی ہے۔ جس طرح مداری جو چاہتا ہے۔ اس میں سے نکال لیتا ہے اسی طرح ان سے جو چاہو نکال لو۔ فی الواقعہ یہ صحیح بات ہے۔ اور یہ نبی کا ہی کام ہے۔ کہ بتائے کونسی ایسی حدیث ہے۔ جو دست بُرد کا نتیجہ ہے۔ اور کونسی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سچا کلام ہے۔ اسی طرح دیکھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ احادیث علوم کو بڑھانے والی اور روحانیت کا رستہ دکھانے والی ہیں۔ اور اگر اس سے علیحدہ ہو کر دیکھیں گے تو مجموعہ تضاد ہوگا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جُدا ہو کر کوئی علم نہیں ہے۔ اور

انبیاء کی جماعتوں کا کام

یہ نہیں ہوتا کہ نئے نئے مسئلے نکالیں۔ بلکہ یہ ہوتا ہے کہ جو تعلیم نبی دے گیا۔ اُسے پھیلائیں۔ حضرت مسیح موعودؑ۔ امام ابو حنیفہ رح۔ امام شافعی رح۔ امام حنبلؒ امام مالکؒ نہیں ہیں کہ انکی طرح لوگوں نے آپ کو امام بنایا۔ آپ کو

خدا نے امام بنایا

ہے۔ اور آپ کے مقابلہ میں کوئی آواز بلند نہیں کی جا سکتی کوئی یہ تو کہہ سکتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح یوں کہتے ہیں۔ اور میں یوں کہتا ہوں۔ کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ امام حنبل یوں کہتے ہیں اور میں یوں کہتا ہوں۔ کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ امام شافعی یُوں کہتے ہیں۔ اور مَیں یوں کہتا ہوں۔ کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ امام مالک یُوں کہتے ہیں۔ اور مَیں یوں کہتا ہوں بلکہ میں تو کہتا ہوں۔ کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے۔ کہ سارے کے سارے امام یوں کہتے ہیں۔ اور مَیں یُوں کہتا ہوں۔ مگر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ خدا کا مسیح یوُں کہتا ہے۔ اور مَیں یوُں کہتا ہوں۔ کیونکہ اس کو خدا نے امامت پر کھڑا کیا ہے اور اماموں کو لوگوں نے۔ اور انہوں نے خود دعوے بھی نہیں کئے۔ کب امام حنبل رح نے کہا ہے۔ کہ میں امام ہوں۔ کب امام شافعی رح نے کہا ہے۔ کہ میں امام ہوں۔ کب امام مالکؒ نے کہا ہے۔ کہ میں امام ہوں۔ کب ابو حنیفہ نے کہا ہے۔ کہ میں امام ہوں۔ ان کے شاگردوں نے انہیں امام بنایا۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام کی اتھارٹی اور تصرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا۔ تم میں سے کسی نے نہیں دیا۔ اور خدا تعالےٰ دئے ہوئے کو واپس نہیں لیا کرتا۔ بلکہ قائم رکھتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے آپ کو کہا ہے۔ کہ میں تمہارے ذریعہ نور کو قائم کروں گا تمہیں مٹنے نہیں دوں گا۔ تیری تعلیم کو دُنیا میں قائم کروں گا۔ تو اور کون ہے۔ جو اسے مٹا سکے۔ پھر فرمایا۔ مَیں نے خود تجھے قرآن سکھایا۔ اور جسے خدا تعالیٰ قرآن سکھائے۔ اس کے مقابلہ میں اپنی باتیں کس طرح پیش کی جا سکتی ہیں۔ پس وہ جس کا اُستاد خدا ہو۔ اس کے مقابلہ میں یہ کہنا کہ ہماری بات سچی ہے۔ اس سے زیادہ جہالت اور کیا ہو سکتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق نہ بھی کہتا کہ مَیں خود اسے سکھاتا ہوں۔ تب بھی آپ نبی تھے۔ اور آپ کی بات دوسروں پر فوقیت رکھتی تھی۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں نے خود تجھے قرآن سکھایا۔ پھر آپ زیادہ قرآن کو سمجھ سکتے ہیں یا ہم۔

خوب یاد رکھو - کہ

حضرت مسیح موعود غیر تشریعی نبی تھے

مگر اس کے معنے صرف یہ ہیں - کہ آپ پہلے قرآن نہیں لائے ورنہ یہ کہنا کہ ہم آپ کی رائے کے خلاف بھی کوئی رائے قائم کرسکتے ہیں - یہ باطل بات ہے - یا یہ کہنا - کہ شاید کوئی بات آپ نے منسوخ کردی ہو - اس لئے آپ کی ہر ایک بات حجت نہیں یہ بھی غلط ہے - کیونکہ اس طرح تو یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ شائد رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی بات منسوخ کردی ہو - حضرت مسیح موعود کی تو باتیں لکھی ہوئی موجود ہیں - حدیثیں تو لکھی ہوئی نہ تھیں - کوئی کہدے ظہر کی چار رکعتیں نہیں - دو ہیں - کیونکہ ہوسکتا ہے - کہ وہ بعد میں منسوخ کردی گئی ہوں - تو اس کو کیا کہا جاسکتا ہے - اور ایسے وہموں کا کیا علاج ہوسکتا ہے - اس طرح تو جس بات کو چاہا مروڑ لیا - لیکن یاد رہے - علوم کی بنیاد شائد پر نہیں ہوتی - بلکہ حقیقت پر ہوتی ہے -

یہ چند باتیں ہیں - جو میں آج آپ لوگوں کو سنانا چاہتا ہوں - پہلی تو خوشخبری ہے - اور دوسری دو توجہ کے قابل امور ہیں - یاد رکھو - جس دن تمہارے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا - کہ حضرت مسیح موعود سے علیحدہ ہوکر بھی ہم کچھ کرسکتے ہیں - وہی دن تمہاری تباہی کا دن ہوگا - اسی لمحہ سے

نئے نبی کی ضرورت

محسوس ہوگی - جو آکر نئی جماعت بنائے گا - اور تم برباد کئے جاؤگے - وہی بات سچ ہے - جو حضرت مسیح موعود نے کہی - اور جو آپ کے خلاف کوئی دوسرا کہے - وہ غلط ہے - اور حضرت مسیح موعود کی وہ باتیں جو موجود ہیں - انہیں ہم شائد کے ذریعہ رد نہیں کرسکتے - ہمارے علم بڑھیں گے - نئی نئی باتیں پیدا ہونگی - مگر ان سب کا بیج حضرت مسیح موعود نے رکھدیا ہے اور سب کچھ اسی سے نکلے گا - اس لئے جو باتیں بالصراحت حضرت مسیح موعود کے خلاف ہوں - وہ یقیناً غلط ہیں - کیونکہ آم کی گٹھلی سے آم ہی نکلتے ہیں - کیکر نہیں نکلتے ؛

دیکھو تم ایسے زمانہ میں پیدا کئے گئے ہو - جسکی تیرہ سو سال سے لوگ خواہش کرتے چلے آئے ہیں امام شافعی - ابن حزم - ابن حجر - ابن قیم - محی الدین ابن عربی - عبدالقادر جیلانی - شہاب الدین سہروردی - یہ لوگ اور حضرت ابوبکر رض حضرت عمر رض حضرت عثمان رض حضرت علی رض جن کے متعلق

مسلمانوں کا اتفاق

ہے - کہ آئمہ سے بڑھ کر ہیں - ان سب سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود ہیں - اور پہلے جن کا ذکر کیا گیا ہے - وہ وہ ہیں جو حسرتیں کرتے فوت ہوگئے ہیں - کہ ہمیں

مسیح موعود کا زمانہ

میسر ہو - ہمیں چاہیئے - کہ اس زمانہ کو قایم رکھنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں - نہ کہ اپنے وہموں سے اس کو بدلنے کی کوشش کریں - اگر کوئی شخص ایک بال بھر بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے خلاف چلتا ہے - تو وہ اپنے ہاتھوں تباہی کی بنیاد رکھتا ہے - اور وہ جواب دہ ہوگا خدا تعالےٰ کے حضور اس تباہی اور بربادی کا - اور دوسرے نبی کی آنے تک جتنے گناہ ہونگے وہ ایسے لوگوں کی گردن پر ہونگے - پس تمہارا فرض ہے - کہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم کو ایسی مضبوطی سے پکڑو - جیسے سمندر میں ڈوبنے والا اس رسہ کو پکڑتا ہے - جو اس کے بچانے کے لئے پھینکا جاتا ہے - اگر تم یہ رستہ اختیار کروگے تو دنیا میں

ترقی اور عروج

حاصل کرسکوگے - اور اگر اسے چھوڑ دوگے - تو سوائے اس کے کہ سمندر کی تہ میں مچھلیوں کا لقمہ بنو - اور کوئی ٹھکانا نہیں -

خدا تعالےٰ اس قسم کے شر سے ہمیں محفوظ رکھے - اور اس تعلیم پر چلنے اور عمل کرنے کی توفیق دے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لائے ؛

میں نے اس وقت جن دو مسائل کا ذکر کیا ہے - انہیں جن لوگوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے - وہ

مخلص لوگ

ہیں - اور میں نے اس خیال سے ان باتوں کے متعلق بیان نہیں کیا - کہ فی الواقعہ انہوں نے یہ کہا ہے - کیونکہ جب تک ان سے دریافت نہ کرلیا جاوے - میرا حق نہیں ہے - کہ میں کہوں - انہوں نے یہ کہا ہے - میں ان کو مخلص سمجھتا ہوں - بلکہ یقین رکھتا ہوں - کہ مخلص ہیں - اور میرا ہرگز یقین نہیں کہ انہوں نے اس طرح کہا ہو - اس وقت میں نے ان مسائل کو علمی طور پر بیان کردیا ہے - تاکہ اگر کسی کے ایسے خیالات ہوں - تو ان کی اصلاح ہوجائے - ورنہ میں ان باتوں کو کسی کی طرف منسوب نہیں کرتا - کئی دفعہ غلط فہمیاں ہوجاتی ہیں - کہنے والے کا کچھ اور مطلب ہوتا ہے - اور سننے والا کچھ اور سمجھتا ہے - بارہا ایسا ہوا - کہ میرے سامنے ایک بات بیان کی گئی ہے - میں نے اسے کچھ اور سمجھا - اور بیان کرنے والے نے اس کا کچھ اور مطلب بتایا -

پس یہ مت خیال کرو - کہ یہ باتیں

زید یا بکر

نے کہی ہیں - بلکہ یہ بات مدنظر رکھو کہ یہ باتیں صحیح نہیں - اگر کسی نے کہی ہیں - تو بھی غلط ہیں - اور اگر نہیں کہیں تو بھی غلط ہیں - اسی غرض سے میں نے یہ خطبہ پڑھا ہے - ورنہ میں کسی پر الزام نہیں لگاتا - کہ اس نے یہ باتیں کہی ہیں - خصوصاً ان پر جن کی طرف منسوب کی گئی ہیں - کہ ان پر مجھے بہت کچھ حسن ظن بلکہ اعتماد ہے ؛

"الفضل" کے خریدار بڑھاؤ

ہمارے آقا نے "الفضل" ۴ جولائی کا جو مقالہ افتتاحیہ رقم فرمایا ہے - وہ آپ سب صاحبان نے پڑھ لیا - اور آپ کو معلوم ہوگیا - کہ حضور کو الفضل کس قدر عزیز ہے - اور اس کے اجراء اور اس کی توسیع اشاعت کے لئے حضور اور حضور کے اہل نے کس قدر توجہ مبذول فرمائی - اور ایثار سے کام لیا - پس ہم جو آپ کے وابستہ دامن ہیں - ہمارا فرض اس بارے میں کہ الفضل کے خریدار بڑھائیں - اور ہم میں سے ہر ایک کم از کم ایک خریدار اور مہیا کرے - کس قدر اہم اور ضروری ہے جو صاحب اپنے اس فرض سے سبکدوش ہونگے - ان کا نام نامی اخبار میں شکریہ کے ساتھ درج ہوگا - (مینجر الفضل)

توسیع اشاعت "الفضل"

یکم جولائی تا ۸ جولائی

۱ - ہفتہ زیر رپورٹ میں ۳ خریدار بذریعہ منی آرڈر قیمت بھیج کر ہوئے - جزاہم اللہ احسن الجزا - یہ سب سے بہتر طریق ہے -

۲ - ۱۰ اصحاب نے لکھا - کہ ہمارے نام وی پی کرکے چندہ وصول کرلیا جائے - جزاہم اللہ

۳ - مفصلہ ذیل احباب نے خریدار دیئے - جن کا میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں - دیگر احباب بھی توجہ فرمائیں - کیونکہ اگر ایک ایک خریدار ہر خریدار سابق نے نہ مہیا کیا - تو الفضل کی قیمت اسکے اخراجات پورے کرنے کیلئے بڑھانی پڑے گی ؛

۱ - میاں حیات محمد صاحب ملتان ۱ خریدار (۲) احمد رضا خان صاحب افغان آحمدانی ۲ خریدار (۳) میاں محمد اقبال صاحب - جلال پور جٹاں ۱ خریدار (۴) میاں عبدالرشید صاحب ملتان ایک خریدار - وی پی واپسی کی وجہ سے کہ اخبار امانت میں رکھے - (مینجر الفضل)

اشتہارات

قادیان میں سکنی زمین

اور

ایک نادر موقعہ

نور ہسپتال کے سامنے جانب شرق ایک قطعہ قریباً نو کنال ہے۔ جو اس وقت تک بعض وجوہات سے ریزرو رکھا ہؤا تھا۔ چنانچہ کئی دوستوں نے اس کی خواہش کی۔ مگر ان کو یہی جواب دیا گیا کہ یہ قطعہ قابل فروخت نہیں ہے۔ اب بعض مجبوریوں کی بنا پر اسے فروخت کر دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ سو بذریعہ اعلان ہذا احباب کو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ یہ اراضی اب فروخت کی جائے گی۔ قیمت فی مرلہ ہسپتال کے سامنے والی سڑک پر ۳۵ اور دوسری سڑک پر ۳۰ فیصلہ کی گئی ہے۔ خواہشمند احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔ قیمت بہر حال نقد وصول کی جائیگی۔ اور جن دوستوں کی قیمت پہلے وصول ہوگی۔ ان کا حق عام طور پر مقدم رکھا جائے گا۔ فقط والسلام

خاکسار:۔ مرزا بشیر احمد۔ قادیان

سرمایہ داروں اور زمینداروں کیلئے تحفہ

مسجد مبارک کے قریب ایک پختہ مکان دو منزلہ بمعہ دکانات کا کچھ حصہ مبلغ بارہ ہزار روپیہ میں رہن ملتا ہے۔ ماہوار آمدنی کرایہ اسوقت ۴۳ روپیہ ہے۔ ایک سال کے اندر ۶۷ روپیہ ماہوار تک بڑھایا جاسکتا ہے۔ اسکے علاوہ محلہ دارالفضل میں حضرت صاحبزادہ میرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی سے ۵۰ اقدم کے فاصلہ پر ۶ گھماؤں اراضی چاہی اور ۱۱ گھماؤں کے قریب بارانی جس میں دس کوٹھڑیاں سکونتی بھی ہیں۔ جن کا کرایہ عللہ روپیہ ماہوار آسکتا ہے۔ مجموعی طور پر آمد سالانہ ۲۵۰ روپیہ سالانہ سے بہر حال زائد ہے۔ ۲۵۰۰ میں رہن باقبضہ ملتی ہے۔ جن احباب کا روپیہ بنک میں ہو۔ ان کے لئے نادر موقعہ ہے۔ چند احباب مل کر بھی یہ جائداد رہن باقبضہ لے سکتے ہیں۔

خط و کتابت بنام محاسب بیت المال ہونی چاہیئے۔

محمد اشرف محاسب صدر انجمن و بیت المال
قادیان

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود کا بنایا ہوا ہے جو امراض شکم خاصکر قبض کیلئے بہت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ پیٹ کی جھاڑو ہے آپ کے والد صاحب مرحوم نے اس نسخہ کو ستر برس کی عمر تک استعمال کیا۔ اور قبض اور پیٹ کی صفائی کے لئے بہت مفید پایا۔ اس لئے کم از کم اسکی یکصد گولیاں احباب کے پاس ضرور ہونی چاہئیں۔ تاکہ ایسے موقعوں پر کام آویں۔ صرف ایک گولی شام کو سوتے وقت نیم گرم پانی یا دودھ کے ہمراہ استعمال فرمالیں۔ انشاء اللہ شکایت دور ہوجائیگی۔ قیمت فی صد عہ محصول علاوہ

عزیز ہوٹل قادیان

اللھم انت الشافی

جوہر شفاء یعنی زندگی

یہ خشک سفوف ہے جسکا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے۔ پرانا بخار دکھانسی خشک یا تر بلغم خون آتا ہو۔ سل کے کیڑوں کو فنا کرتا ہے۔ تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہوں۔ مرد و عورت کو یکساں مفید قیمت نہایت کم جو سو روپے کو بھی مفت فیتولہ ہے۔ علاوہ محصولڈاک جو ایک ماہ کو کافی ہے حکیموں کو بھی مطب میں رکھنا ضروری ہے۔ یہ جز ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے۔

المشتہر:۔ (الیس) عزیز الرحمٰن قادر بخش انجنیر۔ قادیان

رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب لاہور

جس میں تمام تقریں اس جلسہ کی درج ہیں اسی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مضمون اسلامی اصول کی فلاسفی بھی درج ہے۔ ساتھ ہی حضرت اقدس کا اشتہار مضمون کے بالا رہنے کی پیشگوئی والا بھی شامل کیا گیا ہے عرصہ سے احباب کی خواہش تھی۔ کہ یہ تمام مکمل رپورٹ شائع ہو۔ سو اب چھپ کر شائع ہوگئی ہے

قیمت
عہ / ۱۲ آر

تعداد تھوڑی چھپوائی ہے۔

قول الحق

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٗ کی معرکۃ الآرا تقریر

بجواب غیر احمدی مولویاں

جو گذشتہ اپریل میں غیر احمدیان قادیاں کے جلسہ کے اعتراضات پر کی گئی ہے۔ اب کتابی صورت میں چھپ کر شائع ہوگئی ہے۔ قیمت ۳.۰ ر
۵ عدد فی روپیہ۔

چھ سو روپیہ انعام

محاکمہ مابین آریہ سماج اور گاندھی

اس پر معلومات کتاب میں نہایت ہی قیمتی ذخیرہ آریوں کی مستند کتب سے دیکھ کر ثابت کیا گیا ہے

کہ گاندھی نے جو رائے آریہ سماج کے متعلق دی ہے۔ وہ بالکل صحیح ہے۔ اور ستیارتھ پرکاش کے اعتراضات جو دیگر مذاہب خصوصاً اسلام پر کئے ہیں انکی لغویت ثابت کی گئی ہے۔ اسکے جواب کیلئے چھ سو روپیہ کا انعام بھی پیش کیا گیا ہے۔ قیمت ۸ر

کلید قرآن بمع لغات القرآن

قرآن شریف کی کوئی آیت یا مضمون تلاش کرنا ہو۔ یا کسی لفظ کے معنے معلوم کرنے ہوں۔ فوراً اسکے ذریعہ معلوم ہوسکینگے۔ اسطرح مجموعی صورت میں یہ تحفہ دنیا میں پہلی مرتبہ پیش ہوتا ہے۔

مجلد قیمت عہ

کتاب گھر قادیان

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ الفضل (ایڈیٹر)

میدان ارتداد سے تریاق چشم کی تصدیق

مکرمی جناب مرزا حاکم بیگ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کے ایجاد کردہ تریاق چشم کی میں بہت تعریف سنا کرتا تھا۔ مگر جب میں نے اسے خود استعمال کیا۔ تو واقعی یہ اس تعریف سے بھی بالا نکلا۔ میدان ارتداد میں بہت نے اس سے روشنی پائی۔ بہت لوگوں نے آپ کو دعائیں دیں۔ افسوس ہے کہ میں کثرت کار کی وجہ سے ان لوگوں کی تعداد یاد نہیں کر سکا۔ تریاق چشم کو میں اپنے جھولے میں رکھتا ہوں۔ سفر میں جس مریض پر استعمال کرتا ہوں۔ چنگا ہو جاتا ہے۔ ککروں کا تو نام و نشان نہیں رہتا۔ سرخی کٹ جاتی ہے۔ خارش مٹ جاتی ہے۔ آنکھیں ہلکی ہو جاتی ہیں۔ خود میری آنکھیں عرصہ پانچ سال سے سخت خراب تھیں۔ ککروں کا اس قدر زور تھا۔ کہ کارڈ تک نہیں لکھ سکتا تھا۔ اور روشنی کی برداشت نہیں تھی۔ علاج کرا کرا کر تھک گیا تھا۔ آخر سخت مجبور ہو کر جناب ڈاکٹر سید محمد اسمٰعیل صاحب سے اپریشن کرایا۔ جس سے مجھے فائدہ ہوا۔ مگر اس کے بعد میں نے تریاق چشم کا استعمال شروع کیا۔ جو سونے پر سہاگہ ثابت ہوئی۔ اب میدان ارتداد میں باوجود سخت دھوپ میں سفر کرنے کے آنکھیں تندرست رہتی ہیں۔ بلکہ یہ ککروں کے لئے ایک ہی دوائی ہے۔ کاش کہ دنیا اس عجیب و غریب دوائی سے فائدہ اٹھا کر آپ کی قدر کرے۔ والسلام

خاکسار محمد شفیع اسلم۔ انسپکٹر حلقہ انسداد ارتداد فرخ آباد

قیمت پانچ روپے فی تولہ محصولڈاک (۷؍) وغیرہ بذمہ خریدار

المشتہر

میرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم

(گڑھی شاہ دولہ) گجرات پنجاب

بنا بنایا موقعہ کا مکان فروخت ہوتا ہے

اڈے سے مہمان خانہ احمدیہ کی طرف آنے والے رستہ کے اوپر ہر دو مساجد کے بالکل نزدیک ایک مکان پختہ ہے۔ ۴۱×۳۱ فٹ ایک ضرورت سے فروخت کیا جائے گا۔ دو ہزار روپیہ پر۔ اسی قیمت پر خرید اکیا تھا۔ سب سے پہلی درخواست کا حق مقدم ہوگا۔ خواہ خود دیکھ لیں یا کسی اپنے معتمد کے ذریعہ سے۔ مکان پر تین دوکانیں بن سکتی ہیں۔ ہر طرح موزوں ہے۔ محمد دین

معرفت قاضی اکمل قادیان

وصیت نمبر ۱۹۲۲

میں آمنہ بی بی بنت مولوی اللہ دتا قوم بھٹی۔ سکنہ بستی دیورسنگھ علاقہ ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت اپنی جائداد متروکہ کے متعلق کرتی ہوں۔

میری جائداد صرف سہ صد روپیہ مہر ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان مبلغ ۳۰ روپیہ کی وصیت کرتی ہوں۔ انشاء اللہ العزیز چھ قسط میں بہ تفصیل ذیل ادا کرونگی۔ یعنی قسط اوّل ۵؍ بموقعہ فصل ربیع ۱۹۲۱ء ادا کئے جاوینگے۔ اسی طریق سے ہر ایک فصل ربیع کے موقعہ پر ادا کرتی رہونگی۔ اور آئندہ اگر کوئی جائداد ثابت ہو۔ اس کی بھی اسی قدر حصہ کی مالک انجمن مذکور ہوگی۔ فقط زیادہ والسلام۔ ۱۴ ۳/۲۱

العبد۔ آمنہ بی بی احمدی۔ نشان انگوٹھا

گواہ شد۔ محمد یامین بقلم خود۔ موضع دیورسنگھ

گواہ شد۔ بشیر احمد خاوند موصیہ۔ موضع دیورسنگھ

الخطبہ

ایک احمدی قوم تیلی عمر ۲۴ سال آمد ۳۰۔ ۳۵ ماہوار احمدی رشتہ کے طالب ہیں۔ دیگر احمدیوں سے رشتہ ملتا ہے۔ نہیں ہیں۔ مزید حالات بذریعہ سکرٹری انجمن احمدیہ پنڈی چری ضلع شیخوپورہ دریافت ہوں۔ احباب توجہ فرمائیں خط و کتابت براہ راست۔ ناظر امور عامہ قادیان

اکسیر درد کمر

یہ ایسی تکلیف دہ مرض ہے۔ اس کے ہونے سے انسان بے کار ہے۔ تمام کاروبار رہ جاتا ہے۔ اٹھنا بیٹھنا۔ لیٹنا۔ چلنا پھرنا دشوار۔ بلکہ تمام آرام کافور ہو جاتا ہے۔ اس مرض کیلئے ہماری اکسیر درد کمر گولیاں نہایت ہی مفید ہیں۔ تھوڑے عرصے کے استعمال سے درد کمر جوڑوں کا جلد خدا کے فضل سے جاتا رہیگا۔ قیمت ۶۰ گولی ۱؍

عبدالرحمٰن کاغانی۔ دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

ضرورت

مسلم راجپوت بورڈنگ ہوس جے پور کیلئے ایک تجربہ کار سپرنٹنڈنٹ کی ضرورت ہے۔ مسلم راجپوت کو ترجیح دیجاویگی۔ اور تنخواہ حسب لیاقت ہوگی خط و کتابت حسب ذیل پتہ پر کرنی چاہیئے۔

دیوان چودھری نذیر محمد خاں سکرٹری مسلم راجپوت لکوئی جے پور

ہندوستان کی خبریں

مسٹر گاندھی اور پنجاب مسٹر گاندھی عنقریب دورہ کرنے والے ہیں۔ وہ پہلے پنجاب آئیں گے۔ مسٹر محمد علی و شوکت علی اور مولوی ابوالکلام صاحب آزاد ان کے ہمراہ ہونگے۔ انہوں نے اپنے دورہ کی غرض ہندو مسلم اتحاد بیان کی ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ میں یا تو پنجاب میں دفن ہو جاؤں گا۔ یا وہاں سے ہندو مسلم سوال کو اطمینان بخش طریقہ پر حل کر کے آؤں گا۔

کلکتہ کانگرس کمیٹی میں مار پیٹ کلکتہ میں سوراجیوں کا ایک جلسہ اس غرض سے ہوا۔ کہ بعض عہدہ داروں کے انتخاب کو منسوخ کیا جائے کیونکہ خیال تھا۔ کہ اکثر ممبروں کو عہدہ داران مذکور پر اعتماد نہیں۔ جلسہ میں بحث مباحثہ پر شور و غل ہوا۔ اور مار پیٹ تک نوبت پہنچی۔ کئی ممبر زخمی ہوئے۔ ایک سوراجی کو شفاخانہ بھیجا گیا۔

گورنر بنگال کے خلاف مسٹر داس کی آواز کلکتہ ۷ر جولائی۔ روزانہ اخبار فارورڈ میں مسٹر داس نے ایک مضمون شائع کیا ہے۔ جس میں گورنر بنگال کے ان خیالات کے متعلق جو گورنر نے تحریک نان کوآپریشن کے بارے میں ظاہر کئے ہیں۔ اظہار ناراضگی کرتے ہوئے کہا یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ صوبہ کے گورنر جیسے جلیل القدر شخص نے راقم مضمون کے خلاف اس قدر دشنام دہی سے کام لیا ہے۔ مسٹر داس نے اپنے ہموطنوں کو دعوت دی ہے۔ کہ وہ بہانگ دہل اعلان کر دیں۔ کہ وہ اپنی مذہبی تحریکوں میں کسی قسم کی مداخلت کے روادار نہیں۔ خواہ وہ کیسی ہی بلند پایہ ہستی کی طرف سے کیوں نہ ہو۔

جمعیۃ الاقوام کے اجلاس شملہ ۴ر جولائی سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ہندوستان کے نمائندے جمعیۃ الاقوام کے اجلاس میں ستمبر میں ہندوستان کی طرف سے لارڈ ہارڈنگ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بیکانیر اور آنریبل سر محمد رفیق شامل ہونگے

سید حسرت موہانی کی رہائی کی امید بمبئی کے گورنر یرودا جیل کا معائنہ کرنے کے لئے گئے۔ اور سید حسرت موہانی سے ملے۔ بہت دیر تک گفتگو ہوئی۔ خیال کیا جاتا ہے۔ حسرت صاحب عنقریب ہی رہا ہونے والے ہیں۔

ابوالکلام صاحب آزاد کا پروانہ راہداری۔ لنڈن ۳ر جولائی

مسٹر ٹرنر نے دارالعوام میں پوچھا۔ کہ حکومت بنگال نے آزاد کو انگلستان آنے کی کیوں اجازت نہ دی۔ حالانکہ وہ علاج کے لئے آنا چاہتے تھے۔ نائب وزیر ہند نے کہا۔ بیان کردہ وجہ پر اجازت طلب نہیں کی گئی تھی۔ اور وزیر ہند اس بات کے لئے تیار نہیں۔ کہ اس بارے میں حکومت بنگال کے معاملہ میں مداخلت کریں۔

عقد بیوگان نہ کرنے کا نتیجہ

اخبار ملاپ لکھتا ہے۔ نجیب آباد کے ایک بڑے رئیس کی بیوہ لڑکی جس کی عمر ۲۰ سال کی تھی۔ آٹھ دس ہزار روپیہ کا مال لے کر اپنے ایک نوکر کے ساتھ بھاگ گئی۔ معلوم ہوا۔ کہ لڑکی نے بیوہ ہونے کے بعد دوسری شادی کرنے کی تحریک کی تھی۔ لیکن توجہ نہ کی گئی۔

وچھووالی کے ہندو مجرموں نے معافی مانگ لی

وچھووالی کے جن ہندوؤں نے مسلمان بچوں کو مارا تھا۔ ان کا مقدمہ ایچ ڈبلیو ایمرسن صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں پیش ہوا۔ ہندو رؤسا نے مصالحت کے لئے بہت دوڑ دھوپ کی۔ ہندو مجرموں نے جرم کا اعتراف کر لیا۔ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ملزموں کو معاف کر دیا گیا۔

ڈاکٹر کچلو کا گورنمنٹ پر الزام

امرتسر ۸ر جولائی۔ امرتسر کے جلسہ میں ڈاکٹر کچلو نے کہا۔ کہ میرے پاس صحیح خبر پہنچی ہے۔ اور میں گورنمنٹ کو چیلنج دیتا ہوں وہ اس کی تردید کرے کہ گورنمنٹ کمیٹیاں بنا رہی ہے۔ تاکہ سکھوں ہندوؤں اور مسلمانوں کے قومی کاموں میں خلل پیدا ہو۔ خوشامدی اور زر پرست سکھ ہندو اور مسلمان ان کمیٹیوں کے ممبر ہیں۔ علماء کی ایک کمیٹی بھی بن گئی ہے یہ کمیٹیاں قومی انجمنوں پر حساب فہمی کا دعویٰ کرینگی۔ لیڈروں کے خلاف اشتہار نکالیں گی۔ اور کئی اور ایسی کارروائیاں کرینگی۔ جو قومی کام کو تباہ کر دیں۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ ان دشمن ملک جماعتوں کو دیسی ریاستوں سے روپیہ دلوایا جائے۔ میرے پاس ان کمیٹیوں کے ممبروں اور عہدہ داروں کے نام تک موجود ہیں۔

پربندھک کمیٹی کے خلاف اکالیوں کی درخواست

امرتسر ۸ر جولائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ۱۲۶ اکالیوں نے اپنے دستخطوں سے ایک درخواست عدالت میں پیش کی ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ پربندھک کمیٹی ڈسٹرکٹ جج امرتسر کی عدالت میں باقاعدہ احتساب شدہ حسابات پیش کرے۔ یہ مقدمہ ۲۵۔ اگست کو سماعت پذیر ہو گا۔

مہاراجہ صاحب کپورتھلہ کی عزت افزائی

ملک معظم کی منظوری سے مہاراجہ صاحب کپورتھلہ چیف آف آرڈر کے افسر اعلیٰ بنائے گئے ہیں۔

غیر ممالک کی خبریں

دارالسلطنت ناروے کا نام

کرسچیانہ ۵ر جولائی۔ پارلیمنٹ میں ایک قانون پاس ہوا ہے جس کی رو سے یکم جنوری ۱۹۲۵ء کو کرسچیانہ کا نام بدل کر اوسلو رکھ دیا جائیگا۔

لارڈ کرزن اور ہندوستان

لارڈ کرزن کو ایک قومی متحدہ انجمن کی دعوت میں شرکت کے لئے مدعو کیا گیا۔ جلسہ دعوت کی صدارت لارڈ سیلبورن نے کی۔ چار سو کے قریب مہمان تھے۔ لارڈ کرزن نے ہندوستان کے متعلق حکومت کی خارجی اور شاہی پالیسی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ اگر اس ملک سے ہم نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا۔ اور انتظام ملک میں خلل واقع ہو گیا۔ تو کسی شخص کو ہندوستان کے مستقبل کے بارے میں بجز تشویش کے اور کچھ نظر نہیں آئے گا۔ جب میں موجودہ وزراء کی مبہم اور مفقود المطلب تقریروں کو پڑھتا ہوں۔ تو مجھے اس امر کا یقین نہیں آتا کہ ہمارے فوائد ان کے ہاتھوں میں محفوظ ہیں۔

امریکن جھنڈے کی توہین کرنیوالا گرفتار ہو گیا

ٹوکیو ۲ر جولائی۔ پولیس نے اعلان کیا ہے کہ امریکن سفارت سے جو جھنڈا اڑایا گیا تھا۔ وہ صحیح سالم موجود ہے۔ اس کے متعلق دو گرفتاریاں بھی ہوئی ہیں۔ اصلی مجرم بھی پکڑا گیا۔ وہ بالشویک نظام کا ایک ممبر ہے۔

برازیل کی بغاوت

بوئنیس ایرس ۸ر جولائی۔ ساؤ پاؤ کا شہر انقلابی قبضہ میں ہے انقلابیوں نے لڑائی کے بعد سرکاری عمارتوں پر قبضہ کر لیا ہے حکومت نے رایو ڈی جنرو میں محاصرہ کی حالت کا اعلان کر دیا ہے اور جنگی جہاز اور فوجیں دھڑا دھڑ روانہ کر دی ہیں تاکہ بغاوت کو کچل دیا جائے۔ بعد کی خبر ہے کہ بغاوت فرو ہو گئی۔ اور ہر جگہ امن ہو گیا۔

جاپان کی بحری فوج میں اضافہ

ٹوکیو ۷ر جولائی۔ جاپانی پارلیمنٹ میں وزیر بحری نے بیان کیا کہ دنیا کی صورت حالات کا اقتضاء یہ ہے کہ ہم اپنی بحری اور ہوائی فوجوں میں اضافہ کریں۔ لہذا میں سفارش کرتا ہوں کہ مزید ۱۱ بیڑوں کی تعمیر کی جائے۔

فرانس اور انگلینڈ کے تعلقات

پیرس ۷ر جولائی۔ ہافاس ایجنسی کا بیان ہے کہ برطانی سفیر نے ایم ہیریٹ کو مطلع کیا ہے کہ مسٹر میکڈانلڈ نے مدعو شدہ دول کے آگے تجویز پیش کی ہے کہ جس نے اپنی یادداشت میں ایم ہیریٹ کو کسی خاص قسم کے خیالات کی پابندی پر مجبور کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ایم ہیریٹ کی وزیر اعظم برطانیہ کی اس تشریح سے تسلی ہو گئی ہے۔

بندرگاہ سویز کو وسیع کرنے کا اجارہ

لنڈن ۵ر جولائی۔ ٹائمز کا وقائع نگار مقیم قاہرہ رقمطراز ہے کہ بندرگاہ سویز کو وسعت دینے کا اجارہ حسب فیصلہ وزارت مواصلات ایک جرمن کمپنی کو دیا جائے گا۔

افغانستان کو خفیہ طور پر کلدار توپیں

لنڈن ۵ر جولائی۔ انگلستان سے ایک ولندیزی جہاز پر خفیہ طریقہ سے چند صندوق بار کئے گئے۔ جو لینن گراڈ لیجائے گئے یقین کیا جاتا ہے کہ انمیں کلدار توپیں تھیں۔ اخبار مارننگ پوسٹ لکھتا ہے کہ یقینی طور پر معلوم ہو گیا ہے کہ ان توپوں کی منزل مقصود افغانستان تھی۔

لنڈن سے کراچی تک ہوائی ڈاک

لنڈن ۴ر جولائی۔ ٹائمز کا وقائع نگار متعلقہ امور فضائی رقمطراز ہے کہ وزارت فضائی اور برنے کمپنی کے درمیان چند روز بعد ایک معاہدہ پر دستخط ہونیوالے ہیں۔ جس کے بموجب مصر اور ہندوستان کے درمیان ڈاک لیجانے کے لئے ایک ہوائی جہاز بنایا جائیگا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کام کے لئے دو سال لگیں گے۔

لنڈن کے ½۱ لاکھ معماروں کی ہڑتال

لنڈن ۷ر جولائی۔ تجارتی حلقوں میں اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک لاکھ سے لیکر ½۱ لاکھ تک معماروں نے ہڑتال کر دی۔ یہ معماروں کا مطالبہ ہے کہ انکی تنخواہ میں نصف پینی فی گھنٹہ کے حساب سے اضافہ کیا جائے۔

رودبار کے ٹنل کی تعمیر ترک کر دیگئی

لنڈن ۷ر جولائی۔ مسٹر میکڈانلڈ نے اعلان کیا ہے کہ حکومت نے رودبار کے ٹنل کے خلاف فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ اسے جنگی نقطہ نظر سے خطرناک خیال کیا گیا ہے

بلقان میں بالشویکوں کی ریشہ دوانیاں

لنڈن ۷ر جولائی۔ ٹائمز کا وقائع نگار مقیم صوفیہ رقمطراز ہے کہ بالشویک بلقان میں ایک انقلابی بغاوت کرا دینے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ بالشویک تاجروں کی حیثیت سے انقلابیوں کی درپردہ خدمات حاصل کر رہے ہیں۔ روپیہ کے علاوہ سامان جنگ بھی پہنچایا جا رہا ہے۔ بلغاری فوج ابھی تک وفادار ہے لیکن بعض خفیہ پولیس کے افسر بلغاری رشوتوں کے شکار ہو گئے ہیں

جنگ مراکو کی حالت

میڈرڈ ۸ر جولائی۔ ایک سرکاری اعلان میں بیان کیا گیا ہے کہ مراکو کی حالت روبہ اصلاح ہے۔ اور ہسپانیہ میلیلا اور ٹیٹوان سے مضبوط امدادی فوج پہنچ گئی ہے۔ غنیم پسپا ہو گیا ہے۔ اور کئی اشخاص مقتول [illegible]

(بہ اہتمام شیخ عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شایع ہوا)